DUE DATE

Cl No. *Acc. No.*

Late Fine Ordinary books **25 Paise** per day. Text Book **Re. 1/-** per day. Over Night book **Re. 1/-** per day.

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب نسواں

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ نے
لڑکیوں کے فائدے کے لئے ۱۸۹۸ء میں جاری کیا
چندہ سالانہ مع محصول ڈاک صہ پیشگی

جلد ۲۹	لاہور ہفتہ ۲۶ مارچ ۱۹۲۷ء	نمبر ۱۳

تہذیب نسواں

لاہور۔ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ

فہرست مضامین

انجمن بدران غربی لندن	رضویہ خاتون	۲۳۷
کیا آپ اچھی ماں ہیں؟	زاہدہ خاتون	۲۳۹
فلاح اطفال کی تحریک	گیتی آرا بشیر احمد	۲۴۱
بے ماں کے بچے	ظفر جہاں	۲۴۳
سود و زکوٰۃ پر کچھ اور	آر۔ کے	۲۴۴
مزید تشریح	سید ممتاز علی	۲۴۷
رمضان شریف (نظم)	عابدہ خاتون	۲۴۸
ماہ صیام "	جمیلہ بیگم	۲۴۹
سب سے اچھا میاں	منظور حسن صدیقی	۲۴۹
منتخب اشعار	ممتاز النساء	۲۵۰
محفل تہذیب	متفرق	۲۵۰
ولائتی معلومات	•	۲۵۲

آہ مظلوماں

تہذیبی بہنوں کی خدمت میں نہایت ضروری

اطلاع

۱۲ مارچ ۱۹۲۶ء کے تہذیب میں بہن خاتجہ بائی صاحبہ نے جس ایمبرائڈری مشین کی ترکیب وغیرہ تحریر فرمائی ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ جن بہن کو وہ مشین درکار ہو۔ وہ ہمارے ہاں سے منگوا سکتی ہیں۔ قیمت فی مشین پانچ روپے ہے٭ مکمل سٹ جس میں مشین۔ فریم۔ نوک دار قینچی۔ مخمل نقشہ چھپا ہوا کپڑا۔ اون۔ ریشمی گچھیاں وغیرہ ہیں۔ دام بارہ روپے ٭

اگر تین مشینیں اکٹھی منگوائی جائیں گی۔ تو ایک مشین مفت دی جائے گی٭ تین مکمل سٹ اکٹھے منگوانے پر ایک مکمل سٹ مفت دیا جائے گا ٭

پتہ:۔ منیجر مدینہ ہاؤس ۔ دہلی

ضرورت شادی

ایک سنی المذہب ۲۴ سالہ خوب صورت نوجوان کو عقد ثانی کی ضرورت ہے۔ لڑکی خوب صورت خوش اخلاق۔ امور خانہ داری سے واقف سلیقہ مند۔ تندرست اور بقدر ضرورت تعلیم یافتہ ہو۔ اگر بیوہ ہو۔ اور اوپر کی صفات موجود ہوں۔ تو بھی اعتراض نہیں۔ ذات پات کا کوئی لحاظ نہیں ٭ حالات صحیح آنے چاہئیں۔ حالات حسب منشا ہونے پر انہی لوگوں میں رہائش بھی ہو سکتی ہے ٭ خطوط پوشیدہ رہیں گے ٭

پتہ "الف"

معرفت قادریہ کمپنی۔ دروازہ شیرانوالا۔ لاہور

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس نمبر ۵ ایم۔ ایل۔ پی۔ او / 96

بموجب سیکشن ۵۵ - ۵۶ ریلوے ایکٹ ۱۸۹۰ء کے نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ لاہور کے گم شدہ چیزوں کے دفتر (Lost Property office) میں جو کہ ڈفرن پل ریلوے سگنل شاپ کے نزدیک ہے۔ بروز اتوار تاریخ ۳۔ اپریل ۱۹۲۷ء اور اس کے بعد ہر روز صبح دس بجے فالتو گم شدہ چیزیں جن کا کوئی مالک نہیں۔ نیلام ہونگی ٭

دفتر ہیڈ کوارٹرز — دستخط ڈی۔ ایچ۔ بوتھ

لاہور مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۲۷ء — (قائم) ایجنٹ

انجمن پدران غربی لندن

خدا نے مرد و عورت کا جوڑا بنایا ہے۔ ان کی مثال ایک گاڑی کے دو پہیوں کی سی ہے جب تک یہ دونوں درست اور ٹھیک ہیں۔ گاڑی چلی جاتی ہے۔ اور جہاں ایک بھی خراب ہوا۔ اور گاڑی رکی۔ لیکن قدیم دنیا کے ہر حصے میں کچھ ایسا رواج ہو گیا تھا۔ کہ عورتوں کو عضو معطل رہنے کا خیال کر کے صرف خانہ داری و پرورش اولاد ان کے سپرد ہوئی۔ اور حصول معاش و علوم و فنون کا اکتساب اور زیادہ دل و دماغ روشن کرنے والے کام مردوں نے اپنے ذمے لئے۔ اور زمانہ ہائے دراز اسی طرح گزر جانے سے اس کا لازمی نتیجہ جو ہونا تھا وہ ہوا یعنی یہ کہ عورت ہر طرح کمزور۔ بے بس اور مرد نسبتاً مضبوط۔ قوی و عاقل ہو کر عورتوں پر حکمران و حاوی ہو گئے۔ لیکن نظر غور سے دیکھا جائے تو نقصان دونوں کا ہوا۔ جس طرح عورتیں مرد کی محتاج ہوگئیں۔ اسی طرح مرد بھی عورت کی مدد کرنے کے قابل نہ رہے گئے کرسکنے کے ناقابل بن گئے۔ اس تفریق و تقسیم سے دونوں گھاٹے میں رہے۔ ضرورت پڑنے پر بھی عورت اتنی وجہ معاش جس سے اس کی اور اس کے بچوں کی بخوبی گزر ہو سکے۔ حاصل کرنے کے قابل نہیں رہی۔ اور کیسی ہی مصیبت کی حالت ہو۔ اس میں مرد کھانے پکانے سینے پرونے اور بچوں کی پرورش اور امور خانہ کی دیکھ بھال میں مدد دینے کے قابل نہیں رہے ہیں۔

میں ولایت کے ایک کلب کے کچھ حالات ناظرات تہذیب کی تفریح و معلومات کے لئے لکھتی ہوں۔ میرا مطلب اس سے صرف اس قدر ہے۔ کہ مرد و عورت دونوں کارآمد ہوں۔ اور حقیقی معنوں میں ایک دوسرے کے معین و مددگار ثابت ہوں۔ مگر نہایت افسوس اس بات کا ہے۔ کہ ہمارے ملک نے ابھی مستورات کا ذی حس اور جان دار ہونا بھی تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ گزشتہ مہینے کے تہذیب میں اس قسم کے بعض مضامین نکلے ہیں جن میں لائق بہن بھائیوں نے اس امر سے صاف انکار کیا ہے۔ کہ موجودہ رواجی پردہ ہم بلا نصیبوں کے لئے ہرگز بے جا اور نقصان رساں نہیں ہے۔ تعلیم نسواں کے مسئلے کو لیجئے۔ جب کبھی یہ مسئلہ چھڑا اور ہمارے مضمون نگار صاحبان اور اکثر صاحبات آپے سے باہر ہو گئے۔ اور لگے اب سے سیکڑوں برس آگے کی فرعونیت کو کام میں لانے ان حالات میں اخبارات سے نیک خیالات اور روشن خیالی پھیلنے کی بجائے لوگ خواہ مخواہ تنگ نظری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مخالفین کی بن آتی ہے وہ اپنے خیالات پر زیادہ مستعدی سے عامل ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح جان توڑ کوشش کرنے والوں کی محنت اور ریاضت جو وہ تعلیم نسواں یا حقوق نسواں کے باب میں کرتے ہیں۔ رائیگاں جاتی ہے۔ اور

طرح طرح کی بے بنیاد اور بے تکی مضر باتوں کی اشاعت مفت میں ہو جاتی ہے۔ لہذا میں ڈرتی ہوں۔ کہ کوئی بہن یا بھائی میری اس تحریر سے یہ نہ سمجھ لیں کہ میں مردوں سے بچوں کی پرورش اور امور خانہ داری کا کام اور عورتوں سے اس کے برخلاف کسب معاش وغیرہ کا کام لینا تجویز کرتی ہوں۔ میری منشا کو سمجھ لینے کے بعد بھی کسی کو اختلاف ہو۔ تو مجبوری ہے۔ اصولاً اختلاف کرنے کا حق سب کو حاصل ہے۔ اور دراصل تبادلہ خیالات کے بعد ہی صحیح رائے قائم ہو سکتی ہے۔ اگر غلطی ہو۔ تو اس کو تسلیم کر لیا جائے۔ ورنہ خاموشی بہتر ہے۔ البتہ بے تکی نکتہ چینی کے پڑھنے میں وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔ اور عام لوگوں میں اس کے متعلق ہیجان بھی پیدا ہوتا ہے۔ چہ جائے۔ کہ اس کا جواب الجواب لکھا جائے ؛

فی زمانہ پرورش و تربیت اطفال خصوصیت سے صرف عورتوں کا فرض سمجھی جاتی ہے۔ مرد اپنے معاملے میں اپنی ذمہ داری ذرا بھی محسوس نہیں کرتے وہ ضروریات زندگی کا مہیا کر دینا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ پرورش اولاد دونوں کا برابر فرض ہے۔ بلکہ شرع محمدی نے مرد پر زیادہ ذمہ داری عائد کی ہے۔ غریب بلکہ اوسط طبقے تک کثیر العیال کنبے میں عورت کی جان مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ فرائض خانہ داری کے ساتھ ساتھ بچوں کی دیکھ بھال اور رکھ رکھاؤ کچھ ہنسی کھیل نہیں ہے۔ مرد زنان خانے میں آئے۔ اور بچوں کی چیں پیں سے گھبرا کر مردانے کی راہ لی۔ اور بعض نازک مزاج حضرات تو بچوں کے رونے اور اپنی نیند بگڑنے کے خیال سے مردانہ مکان میں ہی استراحت فرماتے ہیں۔ غریب عورت کو بچوں کا دھیان اور مردوں کی آرام و آسائش کا لحاظ رکھنا ہر حال میں ہے۔ خود دکھ سکھ برداشت کرتی ہے۔ اور نہیں چاہتی۔ کہ بچوں کو تکلیف یا مردوں کو بے آرامی ہو۔ خیر تندرستی میں تو سب کچھ کر لیتی ہے۔ مگر بیمار یا کسی اور ضرورت سے مجبوری کی صورت میں علیحدگی ہوتی ہے۔ تو بچے ہلکان ہو جاتے ہیں۔ اور مردوں کا ناک میں دم آ جاتا ہے ؛

ہندوستان میں یہ تکلیف عام ہے۔ اور بہت زیادہ ہے۔ مگر اس کا کچھ نہ کچھ اثر ممالک مغربی پر بھی ہے۔ لیکن وہاں زندہ قوم رہتی ہے۔ جو ہر مرض کا علاج کرنے کے لئے مستعد ہو جاتی ہے۔ لندن میں چند منصف مزاج مردوں کو عورتوں کی اس حالت زار کا احساس ہوا۔ تو انہوں نے اپنی ذمہ داری کو فراموش نہیں کیا۔ بلکہ ایک انجمن کی بنیاد ڈالی۔ جس کا نام Lancaster Road Fathers' Council, west London لینکاسٹر روڈ فادرس کونسل مغربی لندن ہے۔ مسٹر Wheeler وہیلر اور ڈاکٹر جیمس James اس کے صدر ہیں۔ انجمن کا مقصد

باپوں کو پرورش و تربیت اولاد کی ذمہ داری کا احساس کراتا ہے ۔ بچوں کے رکھ رکھاؤ اور انتظام خانہ داری ۔ صفائی مکان وغیرہ کے گر مردوں کو سکھائے جاتے ہیں ۔ فرصت کے وقت میں مردوں کے قیام تفریح و آرام و آسائش کے ساتھ یکجا ہونے اور ان باتوں پر عملی تجربہ حاصل کرنے کے وسائل مہیا کئے جاتے ہیں ۔ ابتدا میں اس خیال کا مضحکہ اڑایا گیا ۔ لیکن جو لوگ کسی کام کا عزم بالجزم کر لیتے ہیں وہ کبھی ناکام نہیں ہوا کرتے ۔ اس وقت سو سے زیادہ اس کے ممبران کی تعداد ہو گئی ہے ۔ اور روز افزوں ترقی پر ہے ۔ یہ ایک بالکل نیا خیال ہے تاہم تھوڑے ہی عرصے میں اس نے بہت سے ایسے آدمی بنا دئے ۔ جو اپنی بیویوں کی عدم موجودگی میں بچوں کی بخوبی نگہداشت کر سکتے ہیں ۔ انہیں نہلا دھلا سکتے ہیں ۔ لڑکیوں کے بال بناتے ہیں ۔ کپڑوں کو کھولتے بند کرتے ہیں ۔ اور مکان کی صفائی کرا سکتے ہیں ۔ اور بچوں کی مائیں بلا تکلف بغیر کسی جھنجھٹ کے رشتہ داروں وغیرہ میں جا آ سکتی ہیں ۔

یہ خیال مضحکہ اڑانے کا نہیں ۔ بلکہ مرد و عورت دونوں کو زیادہ کار آمد بنانے اور بچوں کو پورا پورا آرام دینے کے لئے ہے ۔

خاکسار رضویہ خاتون

کیا آپ اچھی ماں ہیں؟

عموماً ہندوستان میں لوگوں کا خیال ہے ۔ کہ عورتوں کو تعلیم کی ضرورت نہیں ۔ اور اگر ہے بھی تو صرف اسی قدر تعلیم کی جس سے عورتیں اچھی مائیں بن سکیں ۔ چونکہ اس مضمون سے مجھے تعلیم نسواں کے مسئلے پر بحث کرنا منظور نہیں ۔ اس لئے اتنا ہی لکھ دینا اس بارے میں کافی سمجھتی ہوں ۔ کہ یہ عام خیال کہ عورتوں کو تعلیم کی ضرورت نہیں ۔ محض غلط ہے ۔ خیر عورتوں کو خواہ علم کی ضرورت ہو ۔ یا نہ ہو ۔ لیکن ان کو اچھی ماں بننے کی ضرورت تو ضرور ہے ۔ ایک انگریزی رسالے نے ایک بڑی اچھی ترکیب شائع کی ہے ۔ جس سے عورتیں جان سکتی ہیں ۔ کہ آیا وہ اچھی مائیں ہیں یا نہیں ۔ یہ ترکیب ایک امتحان کی صورت میں ہے ۔ یہ امتحان ایسا ہے کہ ایک ماں اس کے سوالات کے جواب دے کر اپنا امتحان خود لے سکتی ہے اور نمبر دے سکتی ہے ۔ سوالات چار حصوں میں منقسم ہیں ۔ اور ہر ایک حصے میں پچیس نمبر ہیں ۔ کل نمبر ایک سو ہیں ۔

پہلا حصہ بچوں کے جسم کے وزن کے لئے مخصوص ہے ۔ اور اس کے متعلق مندرجہ ذیل تین سوالات رکھے ہیں :۔

(۱) کیا مجھے معلوم ہے ۔ کہ میرا بچہ وزن میں

بہت کم ہے؟ ۵ نمبر

(۲) اگر بچہ وزن میں کم ہے۔ تو اس کے جسم اور وزن کا معائنہ ڈاکٹروں سے کرایا گیا یا نہیں؟ ۱۰ نمبر

(۳) اگر ڈاکٹری معائنہ سے معلوم ہوا۔ کہ بچے میں جسمانی نقص ہے۔ تو کیا میں نے اس کا کوئی معقول علاج کیا یا نہیں؟ ۱۰ نمبر

ان سوالوں کے جواب اگر نفی میں ہوں۔ تو نمبر ایک بھی نہ دیا جائے ؛

دوسرا حصہ بچوں کی اخلاقی تعلیم کے متعلق ہے اور اس حصے میں مندرجہ ذیل چار سوالات ہیں:

(۱) بچے کو فرمانبردار اور اطاعت کی تعلیم دی گئی ہے۔ یا نہیں؟ ۱۰ نمبر

(۲) اگر دوسرے لوگ میرے لڑکے کو مناسب اور ضروری سلیقہ سکھاتے ہیں۔ تو کیا میں ان کے درمیان بے جا دخل دیتی ہوں؟ ۵ نمبر

(۳) کیا میں اپنے بچے کو اس کے اخلاقی فرض بتاتی ہوں یا نہیں؟ ۵ نمبر

(۴) کیا ہماری نفسانی خواہش ہمارے فیصلے پر غالب آجاتی ہے؟ ۵ نمبر

ان سوالوں میں سے اگر پہلے اور تیسرے کے جواب "نہیں" اور دوسرے اور چوتھے کے "ہاں" ہوں۔ تو ایک بھی نمبر نہ ملے گا ؛

تیسرا حصہ بچوں کی روزمرہ کی حرکتوں کا ہے۔ اور اس کے متعلق پانچ سوالات ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) کیا مجھے معلوم ہے۔ کہ میرے بچے کی کمزوری اور سستی کی کیا وجہ ہے؟ ۵ نمبر

(۲) کیا میرے بچے کی غذا اچھی اور وقت مقررہ پر ہوتی ہے؟ ۵ نمبر

(۳) کیا مجھے معلوم ہے۔ کہ میرے بچے کے عادات و اطوار کیسے ہیں؟ ۵ نمبر

(۴) کیا میں نے اپنے بچے کے روزمرہ کے معمول کی غلطیوں کو ٹھیک کر دیا ہے؟ ۵ نمبر

(۵) کیا میں اس بات کی کوشش کرتی ہوں۔ کہ ہمارے بچے کا وزن اس کی اونچائی کے مقابلے میں ٹھیک ہو؟ ۵ نمبر

ان سوالات کے جواب اگر "نہیں" ملیں۔ تو کوئی نمبر نہ دیا جائے ؛

چوتھا حصہ بچوں کی تعلیم کے متعلق ہے۔ ہر ایک ماں خود سے اس بات کا اندازہ کر کے کہ وہ اپنے بچے کو کس قسم کی تعلیم دیتی ہے۔ اور اچھی طرح سے جانچ کر۔ کہ آیا وہ تعلیم اچھی ہے یا نہیں۔ نمبر لے سکتی ہے۔ مگر نمبر دینے میں پورے انصاف اور سچائی کا خیال رہے۔ اس حصے میں ۲۵ نمبر ہیں ؛

مندرجہ بالا سوالوں کا جواب مائیں سوچ کر اور صحیح صحیح دیں۔ اور پھر منصفی کے ساتھ نمبر دیں جس درجے کا نمبر لے سکیں گی۔ اسی درجے کی

وہ ماں ہوں گی۔ سب سے اچھی ماں وہ ہے۔ جو سو میں سے سو نمبر حاصل کر سکے ۔

زاہدہ خاتون۔ پھول (بھاگلپور)

فلاح اطفال کی تحریک

گزشتہ نصف صدی سے حکومت برطانیہ کے زیر سایہ ہندوستان کی عنان حکومت انگلستان کے مختلف سربرآوردہ سیاسی مدبروں کے ہاتھ میں رہی ہے۔ جو بحیثیت ایک وائسرائے کے اس ملک میں عرصہ پانچ سال کے لئے بھیجے جاتے رہے ہیں۔ ان وائسرائوں کے پنج سالہ قیام میں ہر ویسرائنی نے جو اس ملک میں اپنے شوہر کے ہمراہ اس ممتاز عہدہ کی ذمہ داری کی شریک ہوکر اپنے ملک کی عزت و عظمت کو برقرار رکھنے کا احساس دل میں لئے ہوئے سرزمین ہند پر قدم رکھتی ہے۔ کسی نہ کسی بڑے کار خیر کی بنیاد ڈالی ہے۔ اور اس کام کو پوری تندہی اور جانفشانی سے نباہنے۔ اسے کامیاب کرنے اور تکمیل تک پہنچانے کی جد و جہد کو جاری رکھا ہے۔ چنانچہ لیڈی ڈفرن۔ لیڈی ایچی سن۔ لیڈی ہارڈنگ لیڈی چیمسفورڈ اور لیڈی ریڈنگ کے نام نامی پر کوئی نہ کوئی خیراتی فنڈ۔ ہسپتال۔ کالج یا کوئی خاص شعبہ موسوم ہے۔ جس کی بانی خواتین متذکرہ بالا سے کوئی ایک خاتون ہے ۔

لیڈی چیمز فورڈ صاحبہ نے اپنے عرصۂ قیام کے دوسرے سال میں ایک لیگ کی بنیاد ڈالی۔ جو لیڈی چیمز فورڈ لیگ فلاح اطفال کے نام زد کی گئی۔ اس انجمن کے کام کے لیے سرمایہ بہم پہنچانے کی غرض سے خاتون ممدوحہ نے سب مہاراجوں۔ نوابوں اور ملک کے عہدہ داروں اور امیر لوگوں سے چندہ کے لئے اپیل کی۔ اور چونکہ ایک وائسرائنی نے دست سوال دراز کیا تھا۔ اور خود اس کام کا بیڑا اُٹھایا تھا۔ ایک قلیل مدت میں ایک معقول رقم فراہم ہوگئی ۔

اس لیگ کے متعلق وائسریگل لاج میں کئی اجلاس منعقد کئے گئے۔ اور ایک مرکزی کمیٹی قایم ہوئی۔ جس میں سربرآوردہ ممبران مملکت شامل کئے گئے۔ اور لیڈی چیمز فورڈ صاحبہ سرپرست اور صدر بنائی گئیں ۔

اوّل اوّل دہلی میں بڑے زور و شور سے کام شروع ہوا۔ اور لیڈی چیمز فورڈ صاحبہ نے محنت و جانفشانی سے ایک مدت تک اس تحریک کو کامیاب کرنے میں اپنا قیمتی وقت صرف کیا۔ چنانچہ ہر صوبے میں اس لیگ کی شاخیں قایم ہوئیں۔ اور ہر شہر میں کام جاری کر دیا گیا ۔ پہلا کام یہ تھا۔ کہ ہر شہر میں مرکز فلاح اطفال کھول دئے جائیں۔ اور دو ایک

"ماہر محاسب صحت" Health visitor اس مرکز اور شہر میں ماؤں اور بچوں کی بہبودی کے لئے کام کرنے کو مقرر ہوں ۔ دوسرا یہ کہ ہر سال ہر شہر میں ایک نمائش فلاح اطفال منعقد ہوا کرے اور انہیں دنوں ایک ہفتہ یا دس دن حفظ صحت کے اصولوں کی اشاعت کے لئے وقف کر دئے جائیں ۔ جن میں طرح طرح کے لکچر ۔ اشتہار اور تماشوں کے ذریعے سے ناواقف ماؤں کو بچے کی پرورش کے نازک و اہم فرائض سے آگاہ کیا جائے ۔

تیسرا کام یہ تھا ۔ کہ ہر بڑے شہر میں اسکول کھولے جائیں ۔ جہاں ہندوستانی لڑکیوں کو ایک "محاسب صحت" کی عہدہ برآری کے فرائض سرانجام دینے کے لئے خاص تعلیم دے کر تیار کیا جائے ۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے ۔ کہ ان فلاح اطفال کے ان مرکزوں میں کیا کیا کام جاری ہوئے ۔ اور یہ محاسب صحت ہر شہر کو کس طریقے سے مدد دیتی ہے

۱۔ مرکز فلاح اطفال میں ہر ماں کو بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے اور اس کے بعد ہر طرح کا صلاح و مشورہ دیا جاتا ہے ۔

۲۔ روز پیدائش سے ہر غریب بچے کی صحت کی ذمہ داری یہ محاسب صحت خود لے لیتی ہے ۔ اور یہ بچہ اس مرکز کی سرپرستی میں پرورش پاتا ہے ۔ اور ماں اصول حفظ صحت کے مطابق اسے پرورش کرنا سیکھتی ہے ۔

۳۔ پیدائش کے وقت اور بیماری میں "یہ محاسبہ" خود جا کر وہاں ہر طرح سے مدد کرتی ہے ۔

۴۔ ہر مرکز اطفال میں "محاسبہ" کو ہدایت ہے کہ وہ دائیوں کی جماعت کھولے ۔ جس میں شہر کی سب دائیوں کو جدید اصول صحت کے مطابق تعلیم دے ۔ تاکہ وہ لاتعداد مائیں اور بچے جو جاہل دائیوں کی ناآگہی کی بدولت موت کا شکار ہو جاتے ہیں ۔ یا ہمیشہ کے لئے مریض یا اپاہج کوئی عضو کھو بیٹھتے ہیں ۔ اس ظلم اور دکھ سے نجات پائیں ۔

لیڈی چیمز فورڈ صاحبہ نے جس نیک کام کی بنیاد ڈالی ۔ اور آٹھ نو سال سے ہمارے ملک میں اس لیگ کے زیر سایہ ہر صوبہ اور ہر شہر میں جو کام ہو رہا ہے ۔ اس کی بدولت ہمارے ملک کی ہزاروں جانیں ضائع ہو جانے اور سیکڑوں بچے اور مائیں ہر دم مریض رہنے سے بچ گئے ہیں ۔ آٹھ سال ہوئے ۔ جب دہلی میں پہلی نمائش فلاح اطفال کی افتتاحی رسم لیڈی چیمز فورڈ صاحبہ نے ادا کی ۔ تو اپنی افتتاحیہ تقریر میں ایک موثر اور دل چسپ پیرائے میں بیان کیا ۔ کہ انگلستان میں سالہا سال ہوئے کیونکر یہ کام شروع ہوا ۔ اور ایک قلیل عرصے میں ملک کی صحت میں کیسی حیرت انگیز ترقی ہوئی ۔ اور نئی نسلیں صحت و توانائی کا صحیح مرقع پیش کرنے لگیں ۔ ان حالات کو سن کر سب حاضرین کے دلوں پر ایک خاص اثر ہوا ۔

پیاری بہنو! آپ میں سے کتنی بہنیں اس بات سے واقف ہیں۔ کہ آپ کے شہر میں اس وقت کتنے فلاح اطفال کے مرکز قایم ہیں؟ وہ کہاں واقع ہیں؟ اور اس شہر کی محاسبۂ صحت کا کیا نام ہے؟ یہ کام جو ایک غیر ملک کی ایک معزز خاتون نے شروع کیا۔ اب ہر طرح سے آپ کی دلچسپی اور ہمدردی کا محتاج ہے + یہ مرکز فلاح اطفال اور یہ خواتین جو لبطور محاسبہ صحت ہمارے شہر کی عورتوں اور بچوں کی صحت کی ذمہ داری کا بار اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان غریب اور دکھی ماؤں اور بچوں کی زبان حال سے آپ کی خدمت میں فریاد کرتے اور دست سوال دراز کرتے ہیں + یہ نیک تحریک کبھی پوری کامیاب نہ ہو گی۔ جب تک آپ اس اہم کام میں اپنے شہر کی محاسبۂ صحت کا ہاتھ نہ بٹائیں گی + دن بھر اپنے قیمتی وقت کو ضائع نہ کیجئے۔ ادھر اُدھر کی باتوں۔ نکتہ چینیوں عیب جوئیوں۔ فضول تقریبوں اور رسوم کو چھوڑیئے۔ اور اپنے صوبے اور شہر کی فلاح و بہبودی کے خیال کو دل میں جگہ دیجئے +

دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا +

ہمارے ہمسایہ ممالک میں حیرت انگیز ترقیاں ہو گئیں + اک قلیل عرصے میں ان ملکوں کی کایا پلٹ گئی + چند سالوں میں انہوں نے اپنی حالت کو بدل ڈالا + ہر منٹ اور گھر گھنٹے کو قیمتی جان کر انہوں نے اپنے شب و روز اپنے ہموطنوں کی حالت بہتر کرنے کے لئے وقف کر دئے۔ آؤ ہم بھی اس خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں۔ اور جو اصلاح و ترقیاں ہماری محنت ہمدردی اور دلچسپی کی محتاج ہیں۔ انہیں یہ سب کچھ دے کر اپنی حالت کو سنوار لیں + باقی آیندہ

راقمہ گیتی آرا بشیر احمد

بے ماں کے بچے

۔ مارچ کے روزانہ اخبار بریلی میں ایک سرخی نظر آئی "۔ ماں کے نام خط قبر میں" مضمون پڑھا تو یہ تھا "ترکستان کے ڈاک خانہ میں اس پتے کا ایک خط دیکھا گیا " پیاری اماں! "قبر میں" "مقام قبرستان" جب سورۂ خط کھولنے پر نیچے لکھے ہوئے مضمون کا ایک کاغذ پایا گیا۔ پیاری اماں! جب سے آپ یہاں سے روانہ ہو کر قبر میں رہنے لگیں۔ ہمیں چین نصیب نہیں ہوا + ادھر تمہارا جنازہ گھر سے نکلا۔ ادھر ہماری خوشی جاتی رہی۔ امی جان اب ہمیں کوئی پیار نہیں کرتا + ابا دوسری اماں لائے ہیں۔ وہ کہتے تھے۔ کہ یہ تمہاری اماں ہیں۔ تو اماں کیا سچ مچ وہ ہماری ماں ہیں؟ نہیں۔ ابا نے جھوٹ کہا۔ تم تو ہر گھڑی ہمیں گلے سے لگاتی تھیں۔ پیار کرتی تھیں۔ میرے ننھے میرے پیارے کتنی

تھیں۔ لیکن جب ہم ان کے پاس جاتے ہیں۔ تو یہ ہمیں مردود۔ منحوس کہہ کر جھڑک دیتی ہیں۔ اور مارتی ہیں۔ اب ہم ان کے پاس نہ رہیں گے۔ اللہ میاں سے ہمارا سلام کہنا۔ اور کہنا۔ کہ ہمیں اپنے پاس بلالیں۔ ہم وہاں شرارت بھی نہ کریں گے۔ تم جو کھاتی ہو۔ وہی کھائیں گے۔ مٹھائی بھی نہ مانگیں گے۔ خط کا جواب جلدی لکھنا۔ لیکن خط چپکے سے روانہ کرنا۔ ورنہ یہ دوسری اماں دیکھ لیں گی۔ تو پھر ہم کو تمہارے پاس نہ آنے دیں گی۔ اور گالیاں دے کر ماریں گی۔"

تمہارے دونوں بیٹے

خالد اور نجیب

پوسٹ ماسٹر کی آنکھوں میں اس خط کو پڑھ کر آنسو آ گئے۔ شام کو وہ اسی پتے پر کچھ مٹھائی لے کر روانہ ہوا۔ راستے میں دو چھوٹے چھوٹے جنازے جا رہے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ یہ دونوں جنازے انہیں دو بچوں (خالد اور نجیب) کے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ نے بچوں کی دعا سن لی۔ اور ان کی آرزو بہت جلد پوری کر دی۔ اور ان کی ماں سے ان کو ملا دیا۔

اگر بالفرض یہ قصہ فرضی بھی ہو۔ تاہم حقیقت سے دور نہیں۔ اور اس قسم کی صدہا زندہ مثالیں روزانہ مشاہدہ میں آتی رہتی ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ سوتیلی ماں کا نام بھی بدنام ہوتا ہے اور اس کے لئے ہر طرح مشکل ہے لیکن سینکڑوں خدا کی بندیوں نے تو انصاف اور خوف خدا بالکل دل سے نکال دیا ہے۔ بعض بیویوں کو دیکھا ہے کہ خدا کا دیا روپیہ پیسہ افراط سے موجود ہے۔ خود نہایت عمدہ اعلیٰ طریقے سے رہتی ہیں۔ اور اپنے سر سے پیر تک اس طرح (کہ گویا) وضع میں غرق ہیں۔ کہ کوئی پہچان نہیں سکتا۔ کہ یہ مسلمان نیچے ہیں۔ یا عیسائی مگر پہلی اولاد کو دیکھئے۔ تو ایک ملے یا لک سے زیادہ حیثیت نہیں معلوم ہوتی۔ اور جب تک وہ بیوی خود نہ بتلائیں۔ کہ یہ میری سوتیلی اولاد ہے۔ کوئی شخص خود نہیں پہچان سکتا۔ حیرت تو یہ ہے۔ کہ ان بیویوں کو کبھی بھول کر یہ خیال نہیں آتا۔ کہ آخر یہ بھی اسی باپ کی اولاد ہے۔ جس کے روپے سے میں اور میرے بچے اتنی آسائش کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ بدنصیب بھی اپنے باپ کی دولت میں برابر کے حق دار ہیں لیکن ایک ماں کے نہ ہونے سے ان غریبوں کا کوئی حق باقی نہیں رہتا۔

سوچنے کی بات ہے۔ کہ سدا کوئی دنیا میں نہیں رہے گا۔ آج اگر ہمارا دم نہ ہو۔ تو کل کو ہمارے بچوں کی سوتیلی ماں آ کر ان کی بھی وہی گت بنائے گی۔ جو ہم نے اپنی سوتیلی اولاد کی بنا رکھی ہے۔ کیونکہ باپ تو آخر وہی ہے۔ لیکن ہماری اولاد کو جو عروج حاصل ہے۔ وہ محض ہمارے دم سے ہے۔ ہمارے بعد وہ بھی اسی طرح باپ کی دولت اور شفقت

سے ناحق اور محروم ہو جائے گی جیسی کہ اس کی پہلی اولاد ہے۔ آج کل کے زمانے میں تو یہ بھی آسانی ہے۔ کہ لڑکے لڑکیوں کے لئے اسکول موجود ہیں۔ اگر بے ماں کے بچوں کو اسکول میں بھیج دیا جائے۔ اور باپ اپنی حیثیت کے لائق ان کا خرچ مقرر کر دیں۔ جب بھی ان غریبوں کی پرورش اس سے بدرجہا بہتر طریقے سے ہو سکتی ہے جیسی کہ سوتیلی ماں کے ہاتھوں ہو گی۔ مگر افسوس۔ کہ اکثر بہنیں یہ بھی گوارا نہیں کرتیں۔ کہ وہ معصوم علم کی دولت حاصل کر لیں۔ خصوصاً لڑکیوں کے لئے۔ کہیں تو بدشوقی کا عذر ہے۔ کہیں اسکول میں بھیجنا معیوب بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ جس طریقے سے وہ بہنیں خود رہتی ہیں اس میں ہرگز اسکول کی تعلیم معیوب نہیں سمجھی جا سکتی۔ اور یقیناً جب ان کی اپنی اولاد پڑھنے لکھنے کے قابل ہو گی۔ تو اس وقت ہرگز یہ عذر نہ ہو گا۔ بلکہ بہت ممکن ہے۔ کہ جو بیویاں اس وقت سوتیلی لڑکیوں کو مسلم پردہ دار اسکولوں میں بھیجنا معیوب بناتی ہیں۔ وہ اپنی لڑکیوں کے وقت پر انگریزی بے پردہ اسکولوں میں بھیجنے پر تیار ہو جائیں۔ کون نہیں جانتا۔ کہ جن بچوں کی ماں نہیں ہوتی۔ ان کے دل حد درجہ پژمردہ ہو جاتے ہیں۔ بچپن کی کوئی خوشی اور اُمنگ ان میں باقی نہیں رہتی۔ ہر شخص کو ایسے بچوں کی معصوم اور مرجھائی ہوئی صورت دیکھ کر ترس آتا ہے۔ اور ایسے بچوں سے ایک خاص ہمدردی ہوتی ہے۔ مگر نہیں معلوم سوتیلی ماں بن کر بہنوں کے دل سے محبت اور ہمدردی کا یہ جذبہ جو خاص کر عورت کا جوہر ہے۔ کیوں زائل ہو جاتا ہے۔ جس وقت وہ اپنے بچوں کو کلیجہ سے لگا کر ان کا منہ چومتی ہیں۔ اور ننھے سوتیلے بچے حسرت بھری نگاہوں سے پاس کھڑے منہ تکتے ہیں۔ کیوں نہیں ان کی بے کسی پر ان کا دل پگھلتا؟ کیوں نہیں ان کو یہ خیال آتا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ ایک دن میرے ننھے معصوم بھی میرے بعد اسی طرح حسرت سے محبت کی تلاش میں ایک ایک کا منہ تکتے پھریں جس طرح آج ان کی پہلی بیوی کی اولاد میرا منہ دیکھ رہی ہے؟

پیاری بہنو! یہ ضرور ہے۔ کہ تمہیں اپنی اولاد کے برابر ممتا سوتیلی اولاد کی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر خدا کے خوف ہی سے تم اپنی اولاد کو کلیجہ سے لگاتے وقت ان بدنصیبوں کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیر دو گی۔ تو ان کے زخمی دلوں پر مرہم لگ جائے گا۔ اور تمہارا کچھ نقصان نہ ہو گا۔ بلکہ ٹوٹے ہوئے دل کو سہارا دے کر تم دنیا میں خوشی اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو گی۔ جس وقت اپنے بچے کے لئے کوئی چیز خریدو یا بناؤ۔ تو ان کا خیال پہلے آنا چاہئے۔ کیونکہ اپنے باپ کے پیسے میں وہ بھی برابر کے حق دار ہیں۔ اگرچہ غریب تمہارے رُعب سے کہہ نہیں سکتے۔ مگر ان کے دل تمہارے بچوں کی طرح اچھے کپڑے پہننے۔ کھلونے

اور مٹھائیاں خریدنے کو نہ چاہتے ہوں گے؟ چاہتے ضرور ہوں گے۔ مگر غریبوں کے منہ پر لبیری کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ ماں کی موت نے ہم کو اس قابل نہیں رکھا۔ کہ کسی طرح کے شوق یا خوشی میں حصہ لے سکیں۔ افسوس معصوموں کی حالت کس قدر افسوسناک ہے۔ امید ہے۔ کہ کوئی بہن میری اس تحریر سے ناراض نہ ہوں گی۔ بلکہ ٹھنڈے دل سے غور فرما کر اگر خدانخواستہ وہ اپنی سوتیلی اولاد کے ساتھ کسی طرح کی حق تلفی دانستہ یا نادانستہ کرتی ہوں گی۔ تو آیندہ کو اجتناب اور اس کی تلافی کر کے ثواب دارین حاصل کریں گی۔

خاکسار ظفر جہاں

سود اور زکوٰۃ پر کچھ اور

سود و زکوٰۃ کے مضمون پر جو خیالات مولوی صاحب قبلہ نے ظاہر کئے۔ انہیں دیکھ کر مجھے کمال مسرت ہوئی جس مضمون میں شک و شبہ کی گنجائش ہو اور وہ اصول خیر کے منافی معلوم ہوتا ہو۔ اس کی تردید ضروری ہے۔ میں یہ چند سطور اس لئے پیش کرتی ہوں۔ کہ جناب مولوی صاحب خود اور دیگر ناظرین یہ نہ سمجھیں۔ کہ سود و زکوٰۃ کے مضمون سے کوئی ضرر کی اشاعت ہوئی۔ مجھے بذات خود مولوی صاحب کی رائے سے پورا اتفاق ہے۔ واقعی خلوص قلب اور صداقت ایمان کے بغیر پوری اصول اسلامی کی پابندی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ اصلاح نفس کے لئے ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے بچنا ضروری ہے۔ جن کا مواخذہ اگرچہ دنیاوی قانون نہ کر سکے۔ لیکن ہمارے مذہب نے ان کی ممانعت بھی نہایت سختی سے کی ہے۔ اور ان کی گرفت بھی ویسی ہی ہو گی۔ جیسے دیگر ایسے ہی احکام کی خلاف ورزی کی۔ لیکن یہ تو کسی طرح نہیں کہا جا سکتا۔ کہ سود و زکوٰۃ یا اور ایسے ہی ضروری مسئلے قابل لحاظ نہیں۔ جس وقت اس کے متعلق حدیثیں وغیرہ میں پڑھتی ہوں۔ میرا دل کانپ جاتا ہے۔ کہ کس طرح بلا سمجھے بوجھے دنیوی حرص و شوق میں ہم لوگ اس قدر آسانی سے آلودہ عصیاں ہو رہے ہیں۔ انہیں احساسات نے مجھے اس مسئلے پر قلم اُٹھانے پر آمادہ کیا۔ سود کے متعلق جو بچاؤ کی صورت میں نے لکھی۔ اس کی بابت میں کہنا چاہتی ہوں۔ کہ یہ ترکیب میری طبع زاد نہیں۔ معاذاللہ ایسے باریک مسائل میں بھلا میں کیسے دخل دے سکتی تھی۔ نہیں بلکہ میں نے مذہبی کتابوں میں اس مسئلہ کو دیکھا جس میں سیکڑوں طریقوں سے یہ بتایا ہے۔ کہ سود سے اس طرح بچیں۔ اس کے ذمہ دار عالم صاحب ہو سکتے ہیں۔ عام مسلمان انہی مسائل پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ جنہیں علماء صاف کر دیں۔

جناب محترمی نے جو ایک متشرع بزرگ کی مثال دی ہے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو شرع کی ظاہری پابندی کرتے ہیں۔ مگر در پردہ سیکڑوں گناہوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ نہ ہر عالم بھی باعمل ہوا کرتا ہے۔ اور ایسا عالم اگر غلط طور پر احکام مذہبی کی اشاعت کرے۔ تو عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کا بھی وہی گنہگار ہوگا۔ لیکن اس مسئلے کے متعلق یہ نہیں معلوم کہ اس کو عام علماء نے جائز کر دیا ہے۔ یا صرف چند نے۔ یوں تو ظاہر ہے۔ کہ ہر وقت ہم لوگ گنہگار ہیں۔ اگرچہ اسی سے بچنے کی کوشش کریں بھی۔ چہ جائے کہ جو کچھ کر سکتے ہیں۔ وہ بھی نہیں کرتے۔ ہماری ہندوستانی معاشرت میں زیور کا کس قدر رواج ہے۔ اور قریب قریب سب ہی صاحب نصاب ہیں۔ لیکن ان مسائل کی طرف سے اس قدر غفلت ہے۔ کہ زکوٰۃ کا خیال کسی کو بھی نہیں پڑھے لکھے لوگ بھی توجہ نہیں کرتے۔ پھر ظاہر ہے عوام کا کیا ذکر؟ عورتوں کو تو صرف چاندی سونے کی خریداری ہی کا اتفاق ہوتا ہے۔ لیکن مرد تو اس سے بالکل نہیں بچتے۔

دیگر احکام بھی میں کم درجے پر ہرگز نہیں سمجھتی۔ اصلاح اخلاق اور درستی نفس کے لئے سب قسم کے مضامین کی اشاعت ضروری ہے۔ ہماری سستی اور مذہبی غفلت کی کوئی حد نہیں۔ گناہوں کا ایک بار گراں ہے۔ جو ہم لادتے چلے جاتے ہیں۔ عبرتناک انجام دیکھتے ہیں۔ مگر سبق نہیں حاصل کرتے۔ ملازمت پیشہ لوگوں میں رشوت ستانی کا بازار گرم ہے۔ اس حرام پیسے سے سب کچھ ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں اس کی کس قدر تعذیب آئی ہے۔ دغا۔ مکر و فریب۔ جھوٹ یہ تو ہر وقت کے عام مشاغل ہیں۔ غرض کہ چاروں طرف سے گناہوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ خدا ہم سب کو نیکی کی ہدایت دے۔ اور صراط مستقیم پر چلائے۔

خاکسار آر۔ کے

مزید تشریح

میں نے سود سے بچنے کی ترکیبوں پر جو کچھ لکھا۔ اس میں کہیں یہ نہیں لکھا۔ کہ یہ ترکیب کس کی طبع زاد ہے۔ بلکہ جو کچھ لکھا تھا۔ اس سے صرف یہ ظاہر کرنا مقصود تھا۔ کہ یہ ترکیب سود کے گناہ سے بچنے کے لئے کارگر نہیں۔ یہ سب ترکیبیں دنیادار علماء کی ایجاد کردہ ہیں جو الفاظ کے ہیر پھیر سے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ مگر وہ خدا کو کیا دھوکہ دیں گے۔ خود ہی دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ شاید کوئی بڑے سے بڑا گناہ بھی ایسا نہ ہوگا

جس کے جواز کی صورت ان بزرگوں نے لوگوں کو نہ بتائی ہو۔ یہاں تک کہ فقہ کی دینی کتابوں میں ایک باب ایسا ہوتا ہے۔ جس کا عنوان ہے "باب الحیل" یعنے حیلوں کا باب! اس میں ایسی ترکیبیں بتائی ہیں۔ کہ جس کام کے کرنے کو آدمی کا دل چاہے۔ وہ کام بھی کر لیا جائے۔ اور کرنے والا بے گناہ کا بے گناہ بھی بنا رہے!!

مجھے یاد ہے کسی زمانے میں میرے والد مرحوم اٹک میں ڈویژنل افسر تھے۔ میں گیارہ بارہ برس کا بچہ تھا۔ ان کی عدالت میں ایک زمین کا مقدمہ آیا۔ جس میں ایک مشہور بڑے عالم دین بطور گواہ پیش ہوئے۔ والد مرحوم موقع دیکھنے گئے۔ اور اراضی متنازعہ پر ان عالم صاحب کا حلفیہ بیان لکھا گیا۔ انہوں نے کہا۔ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اور قبلہ رو ہو کر ایمان کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ جس خاک پر میں کھڑا ہوں۔ یہ میری ملکیت ہے۔

بات یہ نکلی۔ کہ وہ زمین ان عالم دین کی ملکیت نہ تھی۔ بلکہ وہ کسی دوسرے شخص کی زمین فریب سے لینا چاہتے تھے۔ اور جھوٹ سے بچنے کی ترکیب یہ نکالی کہ جو زمین ان کی اپنی ملکیت تھی۔ اس کی مٹی کی ایک مٹھی اپنے جوتوں میں بھر لی۔ اور قسم یوں کھائی کہ جس خاک پر میں کھڑا ہوں۔ وہ میری ملکیت ہے!

مجھے بچپن کی ایک اور بات یاد ہے۔ کہ مکتب کے ایک لڑکے نے دوسرے کی کوئی چیز لے لی۔ اور اپنی بتائی۔ جھگڑا اُستاد کے روبرو گیا۔ انہیں جب فیصلہ کرنا مشکل معلوم ہوا۔ تو بے چاروں نے قسم دے کر فیصلہ کرنا چاہا۔ میں حیران رہ گیا۔ جب کہ چوری کرنے والے لڑکے نے اللہ کی قسم بھی اٹھالی۔ لیکن جب سب لڑکوں نے اسے بار بار جھوٹی قسم کھانے پر شرمندہ کرنا شروع کیا۔ تو اس نے کہا۔ ہم نے یہ تھوڑا ہی کہا تھا۔ کہ قسم اللہ کی۔ بلکہ ہم نے تو یوں کہا تھا۔ قسم طلاح کی!!

جس طرح اس بے وقوف بچے نے الفاظ کے ادل بدل سے اپنے تئیں استاد کی سزا سے بچا لیا۔ اسی طرح ہمارے علماء دین غلطی سے یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ الفاظ کے ادل بدل سے ہم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں گے۔ حالانکہ اس احکم الحاکمین کے آگے۔ جو سینوں کے اندر کے بھید جاننے والا ہے۔ یہ نقہ کے حیلے ہرگز کام نہ آئیں گے۔

خاکسار سید ممتاز علی

رمضان شریف

(از نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل)

للہ الحمد عبادت کا مہینہ آیا۔
بام کاشانہ فردوس کا زینہ آیا۔
ہم سے افتادۂ گرداب معاصی کے لئے۔
بحر سے پار اُترنے کا سفینہ آیا۔

امت احمد مرسل پہ لٹانے کے لئے
عفو و بخشش کا لئے ساتھ خزینہ آیا +
مہر کرنے کے لئے مغفرت عاصی پر
خاتم لطف الہٰی کا نگینہ آیا +
خلد سے تشنہ لبوں کے لئے وقت افطار
آب کوثر سے بھرا ساغر و مینا آیا +
لے اڑی حور جناں عطر سمجھ کر اس کو
کسی صایم کی جبیں پر جو پسینا آیا +
اس طرح مفت کا سودا بھی کہیں ملتا ہے
چند روزوں کے عوض خلد بریں ملتا ہے

مرسلہ عابدہ خاتون

ماہِ صیام

الہیٰ شکر ترا پھر مہ صیام آیا
مہ صیام نہیں عید کا پیام آیا +
ہزار ماہ سے بہتر ہے ایک رات اسکی
اسی مہینے میں اللہ کا کلام آیا +
گھڑی وہ کیسی مبارک تھی کل جہاں کے لئے
حرا میں عرش سے افراد کا جب پیام آیا
میں اس پہ بھیجوں درود و سلام کس منہ سے
کہ جس کے نام خود اللہ کا سلام آیا +
ہے زندگی تو اسی کی جو مرشد دیں پر
وہی ہے کام کا۔ اسلام کے جو کام آیا +
نبی سے ملتے ہی اسلام کی سپر تھا یہی
جو بن کے کفر کی شمشیر بے نیام آیا +

مرسلہ جمیلہ بیگم از آرہ

سب سے اچھا میاں

میری بہنو! اپنے شوہر کا کروں میں کیا بیاں
رکھتے ہیں مجھ سے محبت اور الفت بیکراں
شاذ و نادر کوئی غلطی بھی کریں۔ پروا نہیں۔
ان سے اچھا تو نہ ہوگا۔ کوئی بیوی کا میاں +
صرف اک اس بات سے رہتی ہے بیچینی مجھے
آمد ان کی ہے بہت کم انکے گھر کے خرچ سے
ہاتھ بھی مجھ پر اٹھا لیتے ہیں وہ اکثر مگر
ان سے اچھا تو نہ ہوگا۔ کوئی بیوی کا میاں
مانتی ہوں میں کہ ان کو میخوری کی ہے دہت
رہتے ہیں مدہوش اکثر اور گم رہتی ہے مت
ہے جوئے کی چاٹ بھی لیکن کہوں گی میں یہی
ان سے اچھا تو نہ ہوگا۔ کوئی بیوی کا میاں +
عورتوں سے گفتگو کرنا انہیں مرغوب ہے
سارے مردوں کا زمانے میں یہی اسلوب ہے
ان کی اس عاشق مزاجی پر بھی کہتی ہوں یہی۔
ان سے اچھا تو نہ ہوگا۔ کوئی بیوی کا میاں +
کرتی ہوں تسلیم۔ ہیں وہ بے خبر انجام سے
بیچتے ہیں گھر کی چیزیں رہتے ہیں آرام سے +

ہیں ماں نیک و بد سے بے خبر بالکل مگر
ان سے اچھا تو نہ ہوگا - کوئی بیوی کا میاں
نشہ میں ہوں جب - تو گر جاتے ہیں وہ اخلاق سے
دائیں بائیں پھینی اور شیشے کے برتن پھینک دیں
جوتیاں کھینچیں - گالیاں دیں - ہے مگر حاصل کلام
ان سے اچھا تو نہ ہوگا - کوئی بیوی کا میاں
اپنے شوہر کے نقائص کچھ بھی ہوں - ہے بجا فرض
سرپہ رہ جانے نہ خدمت اور ناداری کا قرض
ہے مجھے لائق یہی - دائم رہے ورد زباں
ان سے اچھا تو نہ ہوگا - کوئی بیوی کا میاں

پیرزادہ منظور حسن صدیقی - ضلع دارنہر

منتخب اشعار

آخری شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبح دم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا؟
قبر میں پہنچا کے تنہا چھوڑ جانے کے لئے
چار تن آئے تو کیا اک اژدہام آیا تو کیا؟

زندگی میں قدر اسے شوکت نہیں کرتا کوئی
دیکھنا اک چیز ہوں گے ہم بھی مرجانے کے بعد

درد کی شدت سے گھبرانے کو کہتے ہیں قضا
اور شفا ہے لذتِ آزار بڑھ جانے کا نام

خود دوا ہو جائے گا تو ہر مرض کے واسطے
دل میں پیدا اپنے درد لادوا ہونے تو دے

مرسلہ ممتاز النساء بیگم - دختر ڈاکٹر خلیل الرحمن
رائے پور - سی پی

محفل تہذیب

۱۴ مارچ کے تہذیب میں شہاب ثاقب کے نظارہ کا حال پڑھ کر اور یہ معلوم کر کے کہ اس نظارے کے فوٹو بھی لئے گئے تھے - بہت سی تہذیبی بہنیں فوٹو دیکھنے کی شائق ہیں - مسز طرح احمد صاحبہ از راہ مہربانی مطلع فرمائیں - کہ وہ فوٹو قیمتاً مل سکتے ہیں یا نہیں - اور مل سکتے ہیں - تو کس قیمت کو؟ میرے خیال میں فوٹو لینے کی خبر صحیح معلوم نہیں ہوتی - مغرب کے وقت جب کہ سورج کی کافی روشنی نہیں ہوتی - فوٹو کس طرح لیا جا سکتا ہے؟

جناب منیجر صاحب قبلہ - تسلیم - قرآن شریف کیا چالیس دن سے زیادہ کے عرصے میں ختم کرنا مکروہ ہے؟ میں نے جب سے پڑھا ہے - خلجان میں پڑ گئی ہوں - کیونکہ کمزوری اور نیز دیگر وجوہات کے باعث میں تو ایسا نہیں کر سکتی - امید ہے کہ آپ اس کے جواب سے بذریعہ تہذیب مطلع

فرمائیں گے۔

عرصہ ہوا کسی بہن نے پیشانی کے دوتلٹے دور کرنے کی تدبیر دریافت کی تھی۔ ان کی آگاہی کے لئے تہذیب نسواں کی پرانی جلدوں میں سے ترکیب نقل کر کے بھیجتی ہوں۔ اگر فائدہ ہو۔ تو بہن صاحبہ مجھے بھی اطلاع بخشیں۔

کا... کو خوب باریک پیس کر اور کپڑ چھن کر کے ایک مہین کپڑے میں باندھ لیا جائے۔ اب اس پوٹلی کو پیشانی پر پھیریں۔ لیکن یہ خیال رہے کہ نیچے یعنی بھوؤں کی جانب سے اوپر کی طرف لے جائیں۔ ز۔ ن حیدرآباد

منیجر۔ قرآن مجید کو چالیس دن سے زیادہ عرصے میں ختم کرنا گناہ نہیں ہے۔ آپ ناحق خلجان میں نہ پڑئیے۔

جنوری گزشتہ میں ہم نے تہذیبی بہنوں سے درخواست کی تھی۔ کہ جو بہنیں دستکاری کا شوق اور اس میں کافی مہارت رکھتی ہوں۔ اور بذریعہ تہذیب دوسری بہنوں کو یہ ہنر سکھانے کی خواہشمند بھی ہوں۔ وہ اپنے نام اور پتے سے۔ اور جو کام وہ جانتی ہوں۔ اس سے براہ کرم ہمیں اطلاع دیں۔ ہماری اس درخواست پر پانچ نیک دل بہنوں نے اس مفید کام کے لئے اپنے نام پیش کئے ہیں۔

۱۔ فاطمہ بیگم صاحبہ۔ بنگلور
۲۔ بلقیس بیگم صاحبہ پشاور مصنفہ کروشیا
۳۔ مسعودہ بیگم صاحبہ۔ شیخوپورہ
۴۔ رضیہ بیگم صاحبہ۔ "
۵۔ خدیجہ بائی صاحبہ۔ بمبئی

ان بہنوں کو جن جن دستکاریوں میں مہارت ہے۔ وہ بھی انہوں نے لکھ بھیجی ہیں۔ ہم ان کی اس مہربانی کے نہایت شکرگزار ہیں۔ بہنیں جلد اپنے اپنے مضمون دستکاری پر تہذیب میں بھیجنا شروع کریں گی۔ منیجر

جناب مولوی صاحب قبلہ۔ السلام علیکم۔ کئی تہذیبی بہنوں کو کسی عمدہ امریکن زنانہ رسالے کا پتہ مطلوب تھا۔ اس لئے میرے بھائی جان مرزا احمد فاروقی نے وہاں سے ایک امریکن ماہوار زنانہ رسالے کا پتہ منگایا ہے۔ جو یہ ہے۔

The Ladies Home Journal
C/o The Curtis Publishing Co
Independence Square
Philadelphia PA
(U.S. America)

یہ رسالہ دو سو صفحات سے زائد ہوتا ہے اور باتصویر ہے۔ چندہ سالانہ مع محصول ڈاک سات روپے ہے۔ جو بہنیں چندہ بھیجیں۔ وہ ڈاک خانے

کے منی آرڈر (جو خاص قسم کا ہوتا ہے۔) کے ذریعے یا بنک کے ڈرافٹ کے ذریعے روپیہ بھیجیں۔ اور چندہ پیشگی بھیجا جائے۔ غیر ممالک کو وی پی نہیں بھیجا جاتا۔ مگر اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے لئے کم از کم انٹرنس تک کی انگریزی کا علم ہونا ضروری ہے۔

نظم "گزرے زمانے کی یاد" مجھے پہنچ گئی ہے۔ اب اَور کوئی بہن بھیجنے کی تکلیف نہ فرمائیں۔ اور جن بہنوں اور بھائیوں نے نظم بھیجی ہے۔ وہ تہ دل سے شکریہ قبول فرمائیں۔ خاکسار آصفہ بنت بشارت احمد جہلم

---

۵ مارچ کے تہذیب میں ایک محترمہ خاتون نے اپنی لڑکی کے کان سے پیپ جاری رہنے کی دوا دریافت فرمائی ہے۔ ان سے ہماری عرض ہے۔ کہ ہماری والدہ صاحبہ مدظلہا اس کی بہترین اور بار بار کی مجرب و آزمودہ دوا جانتی ہیں۔ ذیل کے پتے پر ان سے خط و کتابت کر کے دریافت فرما لیں:۔

اہلیہ سید نصیر الدین احمد صاحب اسسٹنٹ انجنیر محلہ سرائے۔ بھاگلپور

راقمہ سیدہ میمونہ

جناب مولوی صاحب قبلہ دام ظلکم۔ آداب۔ میں جناب سے چند باتیں دریافت کرنا چاہتی ہوں۔

۱۔ ساڑھی باندھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔ یا نہیں؟ (درست ہے۔ بشرطیکہ ساری میں سے جسم نظر نہ آتا ہو۔ ساری باریک ہو۔ تو نیچے پیٹی کوٹ بطور ستر پوشی کے پہننا چاہیئے۔ نیچر)

۲۔ صحیح نام عَذرا ہے۔ یا عُذرا؟ (زبر سے درست ہے۔ نیچر)

۳۔ ٹھیک نام رقیہ ہے۔ یا رقیّہ؟ (رقیّہ صحیح ہے۔ تشدید سے۔ نیچر)

نیز کسی بہن کو کتاب ماجرہ (ترکی ناول کے ترجمے) کا پتہ معلوم ہو۔ تو براہ مہربانی مطلع فرمائیں۔ عابدہ خاتون

جناب نیچر صاحب قبلہ تسلیم۔ مبلغ پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر روانہ کئے گئے ہیں۔ براہ الطاف بزرگانہ یہ ناچیز رقم ہمشیرہ مصری رحمان بیگم صاحبہ کو بھیج دیجئے۔ تاکہ وہ اپنے بیمار پڑوسی کی مدد کر سکیں۔ سیدہ خیر النساء کرمانیہ

یہ مضامین درج نہیں کئے جائیں گے

اقوال زریں۔ آسمانی شہادت۔ ایک ہندی مسلمان کا پیغام غازی مصطفیٰ کمال کے نام۔ پردہ اور تعدد ازدواج۔ پردہ دعا از علامہ ہندی۔ مضمون ہماری صحت پر ایک نظر۔ روپیہ کیا چیز ہے؟ آج کل کی جہالت اور ستم رسیدہ پر مضحکہ۔

ولائتی معلومات

(خاص تہذیب کے لئے)

موٹر پر دنیا کے گرد

مس وایولٹ کورڈے نے ان ہی دنوں موٹر پر سوار ہو کر دنیا کے گرد چودہ ہزار میل کا سفر شروع کیا ہے۔ اس کی روانگی کے وقت ایک اخبار کے نمایندے نے ان سے دریافت کیا۔ کہ اس طوال طویل سفر سے آخر آپ کا مقصد کیا ہے؟ جواب ملا۔ "کچھ نہیں محض تفریح!"

مس وایولٹ کورڈے نہایت مشہور موٹر چلانے والی خاتون ہیں۔ عمر چوبیس سال کے قریب ہوگی نہایت مستعد و خوش باش ہیں۔ موٹر دوڑانے میں ان کے کارنامے بہت شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اور انہوں نے یہ کارنامے محض تفریح کے لئے سرانجام دئے ہیں۔

موجودہ سفر میں جس کے دوران میں انہیں پانچ براعظموں سے گزرنا ہوگا۔ تین اور لوگ ان کے ساتھ ہوں گے۔ ایک ان کی سہیلی ہیں۔ ایک موٹر کا مستری ہے۔ اور رائل آٹو موبائیل کلب کی طرف سے ایک سفر کا نگراں ہے۔ جو تمام حالات تفصیل سے قلم بند کر کے رپورٹ تیار کرے گا۔

یورپ کے شمال سے جنوب تک کا سفر کرنے کے بعد یہ لوگ جہاز میں سوار ہو کر بمبئی پہنچیں گے۔ اور ہندوستان اور لنکا میں کئی ہزار میل کا سفر موٹر میں کریں گے۔ اس کے بعد پھر جہاز میں سوار ہو کر آسٹریلیا جائیں گے۔ اور وہاں موٹر پر پھر کر ہونولولو ہوتے ہوئے امریکہ پہنچیں گے۔ امریکہ میں کوہ راکی کی سیر کرنے کے بعد پھر پرانی دنیا میں آجائیں گے۔ شمالی افریقہ کے میدانوں کو موٹر میں طے کریں گے۔ اور پھر بلقان اور وسط یورپ میں سے ہوتے ہوئے وطن واپس پہنچ جائیں گے۔

اس سفر کے لئے موٹر کو خاص طور پر تیار کیا گیا ہے۔ سامان سفر کو بہت غور و خوض کے بعد نہایت مختصر کر دیا گیا ہے۔ اور موٹر ہی میں ایسا انتظام رکھا گیا ہے۔ کہ بیابانوں میں رات بسر کرنے کے لئے نہ خیموں کی ضرورت پڑے۔ اور نہ بستروں کی۔ موٹر کار کے اندر مس کورڈے اور ان کی سہیلی کے لئے سونے کا بندوبست ہو سکے گا۔ اور باہر دونوں پہلوؤں پر دو تختے اس طرح کھل سکیں گے۔ کہ دونوں مرد ساتھی ان پر رات بسر کر سکیں۔ بستر بیحد سادے اور آرام دہ ہوں گے۔ بچھونا

سے بچانے کے لئے ان کے ساتھ مسہریوں کا انتظام بھی ہوگا۔

مس کورڈے نے روانگی کے وقت کہا۔ آپ سمجھتے ہوں گے۔ کہ فیشن کی دنیا سے دور ریگستانوں اور بیابانوں کے سفر میں لباس کا مسئلہ کچھ ایسا غور طلب نہ ہوگا۔ لیکن مجھ سے پوچھئے۔ تو سب سے زیادہ اسی نے مجھے پریشان کیا ہے۔ یوں ہم نے دل کڑا کر کے اپنی تمام ضروریات کی چیزیں بے دریغ ترک کر ڈالیں۔ اور فی مسافر ۲۰ پونڈ سے زیادہ وزن روا نہ رکھا۔ لیکن سرد گرم ممالک کے سفر کے لئے مناسب لباس رکھنے تو نہایت ضروری تھے۔ جو لباس ہندوستان میں کام دے سکتا ہے۔ وہ آسٹریلیا کے ریگستانوں کے لئے مناسب نہیں۔ اور جو آسٹریلیا کے لئے موزوں ہے۔ اس سے ہمالیہ اور راکی کی برف پوش چوٹیوں کے نواح میں گزر نہیں ہو سکتا۔ اب ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہم ملک کی ضرورت کے مطابق چیزیں وہیں خریدیں۔ اور ضرورت پوری ہونے کے بعد وہیں چھوڑ دیں۔ موسم کی فوری تبدیلیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تین تہوں کے کوٹ بنوائے ہیں۔ ان کوٹوں کی تینوں تہیں الگ ہو سکتی ہیں۔ اوپر کی تہہ واٹر پروف کی ہے اور اندر کی تہیں اُون اور دوسرے مناسب کپڑے کی ہیں۔

پوچھا گیا۔ کہ آپ نے راستے میں اپنی حفاظت کے لئے پستول بھی لے لئے ہیں؟ مس کورڈے نے ہنس کر کہا۔ "ان کی کیا ضرورت تھی۔ راستے میں چوروں ڈاکوؤں یا وحشیوں نے ہمیں ستانا چاہا تو آسانی سے اپنا ارمان پورا نہ کر سکیں گے۔ ایک دفعہ میں اپنا پاؤں موٹر تیز کرنے کی کل پر رکھ دوں پھر وہ میری گرد بھی نہیں پا سکتے"۔

یہ دیکھتے ہوئے۔ کہ مس کورڈے نے ایک مرتبہ پانچ ہزار میل کا سفر ساڑھے ستر میل فی گھنٹہ کی رفتار سے طے کیا تھا۔ ان کی یہ بات تعلی نہیں کہی جا سکتی۔

آج کل کی جاپانی عورتیں

جاپان میں پچھلے چند سالوں میں عورتوں کی جو حالت تھی۔ اور جو کچھ آج ہے۔ اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پچھلے چند سالوں تک ان کی حالت وہی تھی۔ جو صدیوں سے چلی آتی تھی۔ دوسرے مشرقی ممالک کی طرح جاپان میں بھی مرد ہی سب کچھ تھے عورتیں کچھ بھی نہ تھیں۔ ان کا وقت آرائش و زیبائش کے کاروباروں۔ سینے پرونے اور تھوڑے بہت گانے بجانے میں صرف ہو جاتا تھا۔ اور زندگی بے مقصد اور غیر اہم سمجھی جاتی تھی۔

لیکن سنہ۲ء میں عورتوں کے لئے امپیریل یونیورسٹی کھل گئی۔ اور اس کے بعد دوسری یونیورسٹیاں

بھی کھلنے لگیں۔ تعلیم شروع ہونے کی دیر تھی۔ کہ اس پھولوں کی سرزمین میں نسوانی تحریکیں پھوٹنی پھلنی شروع ہوگئیں۔ انجمن نسواں قایم ہوگئی۔ اور اس نے نہایت سرگرمی سے کام شروع کر دیا۔ نرسوں کے لئے ایک ٹریننگ کالج کھول دیا۔ اور اعلیٰ خاندان کی بہت سی لڑکیوں کو معاشرتی اصلاحوں کے کام میں مصروف کر دیا۔

سب سے زیادہ نمایاں بات یہ ہوئی۔ کہ جاپانی عورت نے دنیا کا سفر شروع کر دیا۔ اور یورپ کے اکثر بڑے بڑے ہوٹلوں میں نظر آنے لگی۔ اس کا نقطۂ نظر وسیع ہوگیا۔ اور طرح طرح کی اُمنگیں اور حوصلے اس کے سینے میں بے قرار رہنے لگے۔

پہلے زمانے میں باپ اور شوہر لڑکی اور بیوی کا فرماں روا تھا۔ آج وہ ان کا رہنما اور مشیر ہے۔ اور ایک سمجھدار اور روشن خیال عورت کو کسی بات پر مجبور نہیں کرتا۔ اسے صرف اپنی رائے دیتا ہے۔

اگرچہ جاپان کے کئی حصے ابھی تک ایسے ہیں جہاں پرانی جہالت اور قدیم رسوم ابھی تک ویسی موجود ہیں۔ اور ترقی نے آنکھ تک نہیں کھولی۔ لیکن جاپان کے بڑے بڑے شہروں کی عورتوں میں بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ اور وہ بڑی سرعت سے ترقی کر رہی ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں۔ کہ ان کا حیات افروز پیغام جاپان کے کونے کونے میں پہنچ جائے گا۔ اور تمام ملک کی عورتیں روشن خیال اور آزاد ہو جائیں گی۔

ایک اسکول کی سالگرہ

پچھلے دنوں لنڈن میں ڈھائی سو عورتوں نے میز پر اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ اور سوائے خدمت گار کے تمام عمارت میں اور کوئی مرد نہ تھا۔ یہ ضیافت لنڈن میں ایک ابتدائی مدرسے کی اکیسویں سالگرہ کی خوشی میں منائی گئی تھی۔ یہ مدرسہ ان چار مدرسوں میں سے ایک ہے۔ جو سب سے پہلے لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے انگلستان میں کھولے گئے تھے۔ اور جو نئے اصولوں اور طریقوں پر چلائے گئے تھے۔

ضیافت کے موقع پر مدرسے کی تمام نئی اور پرانی استانیاں۔ پرانی طالب علم لڑکیاں اور دوسری مہمان عورتیں شریک تھیں۔ مدرسے کی پرانی استانیوں میں سے اکثر بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر پہنچ چکی ہیں۔ اور اپنے کارناموں کے باعث شہرت حاصل کر چکی ہیں۔ لیکن اپنے پرانے مدرسے کی خوشی میں وہ سب بڑے اشتیاق سے اپنی مصروفیات کو چھوڑ کر آن موجود ہوئیں۔

آغاز سے اس مدرسے کی روح رواں مس ملکر ایم اے ہیں۔ انہوں نے ضیافت میں پرانے دلچسپ تذکرے چھیڑے۔ اور کئی باتیں سب کو یاد دلائیں۔ اپنی تقریر میں ایک بات انہوں

نے یہ کہی۔ کہ جب شروع شروع میں ہمارا اسکول کھلا۔ اور لڑکیوں کو کھیل کود میں حصہ لینے کو کہا گیا تو تمام اُستانیاں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئیں۔ کہ اکثر لڑکیاں اچھی طرح دوڑ نہیں سکتی تھیں۔ اور چند ہی قدم چل کر گر پڑتی تھیں۔ گھروں میں بیٹھے بیٹھے ان کی ٹانگوں میں اتنی توانائی نہ رہی تھی کہ دوڑ کی محنت برداشت کر سکتیں۔ آخر کار میں نے حکم دیدیا۔ کہ جو لڑکی دوڑتے میں گر پڑے گی اس پر جرمانہ کیا جائے گا۔ اس پر لڑکیوں نے سنبھل کر اور توجہ اور کوشش سے دوڑنا شروع کیا۔ اور پھر تھوڑے ہی دنوں میں لڑکوں کی طرح دوڑنے لگیں ❖

عورتوں کی تمباکو نوشی

واشنگٹن سینی ٹوریم کے ڈاکٹر ڈینیل ایچ کریس نے جو عصبی امراض کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں عورتوں کی تمباکو نوشی پر اظہار خیال کیا۔ اور کہا۔ کہ ہماری خواتین کو دن بدن تمباکو کے استعمال کا شوق زیادہ ہو رہا ہے۔ لیکن انہیں یہ علم نہیں۔ کہ تمباکو مردوں کو اس قدر نقصان نہیں پہنچاتا۔ جس قدر عورتوں کے لئے مضرت رساں ہے۔ اور ان کے اس شوق کے معنے اپنی اور آیندہ نسلوں کی تباہی اور بربادی ہے ❖

میں اپنے تجربے سے کہتا ہوں۔ کہ جن بچوں کی ماؤں کو تمباکو نوشی کی عادت ہے۔ ان کے اعصاب بے انتہا کمزور ہیں۔ اور وہ آئے دن امراض کا شکار بنے رہتے ہیں۔ اگر تمباکو نوش والدین کی اولاد نے بھی یہ شوق نہ چھوڑا۔ اور دو تین پشت اس کا استعمال یوں ہی رہا۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ بچوں کے دماغ اس قدر کمزور ہو جائیں گے۔ کہ ملک کے پاگل خانے ان سے بھرنے پڑیں گے ❖

عورتوں نے جس طرح بال ترشوائے اور اونچی اسکرٹ پہننے کا فیشن اختیار کر لیا ہے۔ اسی طرح بلا وجہ سگرٹ پینا بھی شروع کر دیا ہے۔ لیکن میں انہیں واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ تمباکو کو خواہ وہ کسی صورت میں استعمال کریں۔ اس سے علاوہ اعصاب کو نقصان پہنچنے کے انہیں امراض قلب بھی گھیرے رکھیں گے۔ ان کی آوازوں کا رس جاتا رہے گا۔ جلد کا رنگ پھیکا پڑ جائے گا۔ اور جب وہ پچاس برس کی عمر کے قریب پہنچیں گی۔ تو تمام جسم پر جھریاں پڑ جائیں گی۔ چہرے کی رونق و نفاست جاتی رہے گی۔ اور ان کا تمام حسن مرجھا کر رہ جائیگا ❖

سیب کھانے کی شرط

دو انگریز لڑکیوں نے کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ سیب کھانے کی شرط لگائی۔ چنانچہ ایک نے ایک منٹ میں ۱۷ اور دوسری نے ۱۸ سیب کھائے

خبریں اور نوٹ

قسطنطنیہ ۲۱ مارچ۔ روس و ترکی کے درمیان ایک تجارتی عہدنامے پر دستخط ہو گئے۔ اس عہدنامے کی رو سے ترکی نے وعدہ کر لیا ہے۔ کہ وہ ہر سال اپنے ہاں کی ۵۰۴ چیزیں جن کی قیمت ستر لاکھ پونڈ ہوگی۔ روس میں بھیجا کرے گا۔ اور جو چیزیں روس سے ترکی میں آئیں گی۔ ان پر کوئی پابندی عائد نہ ہوگی ÷

سلطان ابن سعود نے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت ہزار گنی اور ہزار بوریاں چاول کی فقرا اور مساکین میں تقسیم کیں ÷

افغانستان میں آزادی و استقلال کا جشن منایا گیا۔ خوب رنگ رلیاں رہیں۔ اور قومیت و حب الوطنی کے مظاہرے ہوئے ÷

امریکہ میں رہنے والے شامیوں نے شامی سردار امیر شکیب ارسلان کی خدمت میں ایک سونے کا قلم جس پر بیش قیمت جواہرات جڑے ہوئے ہیں۔ بطور نذرانہ بھیجا ہے ÷

لیڈیز کا رلٹن کلب (قدامت پسند فرقۂ نسواں کی انجمن) میں ایک دعوت ہوئی۔ اس موقع پر لارڈ برکن ہیڈ وزیر ہند نے اپنی تقریر میں اہل ہند کو مشورہ دیا۔ کہ وہ باہمی اختلافات کو مٹائیں اور حکومت کے ساتھ مل کر کام کریں۔ اگر وہ نیک طینتی اور خیر سگالی کا ثبوت دیں گے۔ تو وہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں ÷

چین کی قوم پرست فوجیں شنگھائی کی بین الاقوامی بستی سے گزرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اور برطانی فوجیں انہیں روکنا چاہتی ہیں ÷

چین کے شاہ پرستوں کا ایک امیر البحر جس کے بیڑے میں تین بڑے جنگی جہاز اور نو چھوٹے جہاز ہیں۔ قوم پرستوں سے مل گیا ہے۔ اور اس نے اپنے جہازوں پر پیکن کا جھنڈا اتار کر قوم پرست علم لگا دیا ہے ÷

تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قوم پرستوں کی طرف سے قتل و غارت میں ترقی ہو رہی ہے۔ مقام نانکن تسخیر ہونے والا ہے۔ اور اگر یہ فتح ہو گیا۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ شنگھائی بھی افواج کینٹن کے قبضے میں آ گیا۔ کیونکہ نانکن کی تسخیر سے پیکن جانے والی ریلوے لائن بھی قوم پرستوں کے ہاتھوں میں آ جائے گی ÷

ہنکاؤ جس پر حال ہی میں قوم پرستوں کو اقتدار حاصل ہوا ہے۔ وہاں کے مردوں نے ایک عظیم الشان مظاہرہ کیا۔ اور جمعیت نسواں پر لعنت کے نعرے بلند کئے۔ ایک دوسرے مقام پر مردوں نے مظاہرہ کر کے کہا۔ کہ قوم پرستوں نے جیسے علاقہ مذکور پر قبضہ کیا ہے۔ عورتوں کی آزادی کے راگ الاپ کر ہماری عورتوں کو آوارہ

بنا دیا ہے۔

عدن کا فوجی اور سیاسی انتظام عارضی طور پر ۱۹۱۷ء سے حکومت برطانیہ کے ہاتھ میں تھا۔ مگر اب اسے مستقل کر دیا گیا ہے۔

دارالعوام میں ایک سوال کے جواب میں ارل ونٹرٹن نے کہا۔ کہ کراچی میں بحری تربیت گاہ قائم کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ چھ مہینے کے اندر اندر کام شروع کر دیا جائے گا۔

نیویارک (امریکہ) میں سابق وزیر اعظم روس موسیو کرنسکی اپنے ۵ ہزار معتقدین کے مجمع میں روسی انقلاب کی دسویں سالگرہ کے موقع پر تقریر کرنے کے لئے اُٹھے۔ تو ایک شاہ پرست عورت بظاہر پھول پیش کرنے کے لئے آگے بڑھی۔ لیکن پاس پہنچ کر ان کے منہ پر بہت زور سے تھپڑ مارا۔ لوگ جھنجھلا کر اس عورت کی طرف بڑھے۔ لیکن موسیو مذکور کو مطلق غصہ نہ آیا۔ اور انہوں نے لوگوں کو اس عورت پر حملہ کرنے سے روک دیا۔

ایک فرانسیسی عورت جولین نصرانی اس الزام میں گرفتار کی گئی ہے۔ کہ اس نے پچھلے چار سال میں تقریباً ایک ہزار گمنام خطوط لکھے۔ جن میں کسانوں اور دہقانوں کو ڈراوے اور دھمکیاں دی گئیں۔ اور اس طریقے سے روپیہ حاصل کرنا چاہا۔ ان خطوط کا بہت بُرا اثر ہوا۔ کئی گھر تباہ ہو گئے۔ دوست جدا ہو گئے۔ بہت سے کسان اپنی کھیتی باڑی چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ اور شادیاں رُک گئیں۔ ایک کسان کو دھمکی دی گئی۔ کہ ایک ہزار فرانک فلاں درخت کے نیچے رکھ دو۔ ورنہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔ اس نے نہ رکھے۔ تو اسے نقصان پہنچایا گیا۔ ایک دوسرے آدمی کو تنبیہ کی۔ کہ تم گاؤں چھوڑ کر چلے جاؤ۔ وہ نہیں بھاگا۔ تو اس کے بچوں کو زہر آلود مٹھائیاں کھلا دی گئیں۔ اور مویشیوں کو بھی زہر دیا گیا۔ یہ عورت بیوہ ہے۔ اور اس کی عمر چالیس سال ہے۔ جب سے یہ پکڑی گئی ہے۔ گمنام خطوط کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔

مسٹر ٹام شاہ ممبر دارالعوام کی بیٹی ہندوستان سے ایک جہاز پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں۔ راستے میں انہیں چیچک نکل آئی۔ اور ۱۲ مارچ کو جبل الطارق کے قرنطینہ میں داخل کی گئیں۔

ایک بحری ہوائی جہاز خرطوم سے جاتے ہوئے ٹوٹ گیا۔

مسٹر النی من ممبر پارلیمنٹ نے برطانیہ میں کفایت شعاری کی ترقی پر اپنی تقریر میں کہا۔ کہ اس وقت برطانیہ میں ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ چھوٹے سرمایہ دار ہیں۔ جو زیادہ تر مزدور خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

جزیرہ تاہیٹی کے فرانسیسی گورنر موسیو دیریز کے رویہ کے خلاف پارلیمنٹ میں سوال اُٹھایا جائے گا۔ اس کے متعلق دیسی نمایندوں کا بیان ہے۔ کہ اس کے ظالمانہ افعال اور خونریزی

سے سارا ملک چیخ اٹھا ہے۔ اس کو قتل و غارت
میں خاص دل چسپی ہے۔ اور یہ ولیسیوں پر دہشت
بٹھانے اور ان کی عورتوں کو پریشان کرنے
کا عادی ہے۔

حال ہی میں "نارتھ کلف ہاؤس" کے نام سے
لندن میں ایک چھاپہ خانہ قایم ہوا ہے۔ جس میں
انگلستان کا مشہور اخبار ویکلی ڈسپیچ چھپا کرے گا۔
اس چھاپہ خانے کی تمام مشینوں کو چلانے کے
لئے ایک ایک سو گھوڑوں کی طاقت کی اٹھارہ
موٹریں لگائی گئی ہیں۔ جو بیس یا چوبیس صفحے کے
اخبار کی ڈیڑھ دو لاکھ کاپیاں صرف ایک گھنٹے میں
چھاپ لیا کریں گی۔ صفحات کی ترتیب گنتی۔
اور کٹائی کا کام بھی مشینوں کے ذریعے ہوا کرے گا۔
اور اخبار نچلی منزل سے اوپر کی منزل تک مشینیں
ہی پہنچا دیا کریں گی۔ یہ چھاپہ خانہ دنیا بھر میں
اپنی قسم کا پہلا اور حیرت انگیز ہے۔

یورپ کے ایک ڈاکٹر وارونوف نے بھیڑوں پر
عمل جراحی کے تجربے کرنے کے بعد یہ رائے قائم
کی ہے۔ کہ اس طریقہ علاج سے انسانوں کی عمر
۱۲۵ سال سے ۱۴۰ سال تک بڑھ سکتی ہے۔ اور
اس طرح انسانوں پر صرف آخری تین مہینوں
میں بڑھاپا آیا کرے گا۔ اور پھر موت ناگہانی اور
کسی تکلیف کے بغیر آجایا کرے گی۔

جنوبی ویلز کے حادثہ کان کنی کے مصیبت زدوں
کا سرمایہ ۲۲ ہزار تک پہنچ گیا ہے۔

ایک نیا ہوائی جہاز تیار ہوا ہے۔ جو قاہرہ سے
کراچی تک سفر کیا کرے گا۔ اس کا نام لارڈ
پلومر نے شہر یروشلم رکھا ہے۔ انہی دنوں لارڈ
پلومر اور ان کی بیوی نے اس میں بیٹھ کر یروشلم
کی سیر کی۔

ریاست بھوپال میں حضور وائسرائے نے
ضیافت کے موقع پر اپنی تقریر میں مسند نشینی کے
متعلق فرمایا۔ کہ لڑکوں کو لڑکیوں پر فوقیت حاصل
ہے۔ اور لڑکوں میں سب سے بڑا لڑکا۔ اور لڑکیوں
میں سب سے بڑی لڑکی تاج و تخت کی حق دار
ہے۔ ممکن ہے۔ کہ بھوپال دوبارہ کسی عورت کی
حکمرانی میں آئے۔ اور وہ موجودہ نواب صاحب
کی بڑی لڑکی ہو۔ حضور وائسرائے نے ریاستوں
کی حیثیت کے باب میں فرمایا۔ بہتر ہوگا۔ کہ برطانیہ
ہند اور ریاستیں ایک دوسرے سے کچھ سبق سیکھیں
اور مل کر ایسے ذرائع سوچیں۔ جن پر دونوں باعزت
طریق سے عمل کرکے ہندوستان کی خدمت میں
مصروف رہیں۔

نواب صاحب بھوپال بادشاہ سلامت کی
فوج میں لفٹننٹ کرنل کے اعزازی عہدے پر
فائز ہوئے ہیں۔ اس پر وائسرائے بہادر نے انہیں
مبارک باد دی۔

ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم بنگال نے ایڈن کالیجٹ

اسکول کے جلسۂ تقسیم اسناد کے موقع پر تعلیم نسواں کے متعلق ایک طویل تقریر کی جس کے دوران میں کہا۔ کہ لڑکیوں کی تعلیم کا مسئلہ ایسا ہے۔ جسے مرد اور محکمہ کی چند عورتیں حل نہیں کر سکتیں۔ اسے تو صرف ہندوستانی قوم خصوصاً ہندوستان کی عورتیں ہی حل کر سکتی ہیں ؛

ہمیں لڑکیوں کی تعلیم میں کبھی یہ بات فراموش نہ کرنی چاہئے۔ کہ اسکول میں جو تعلیم لڑکیوں کو دی جائے وہ زیادہ تر حالات میں ایسی ہو جس کے ذریعے لڑکیاں گھروں میں بیوی اور ماں کی حیثیت سے اپنا درجہ حاصل کر لیں ؛

ہندوستانی لڑکیوں کی تعلیم کے متعلق میرا نقطۂ نظر یہ ہے۔ کہ ایک بڑا باغ ہو۔ جس میں پانچ چھ گھر ہوں اور موجودہ زمانے کے ہندوستانی گھروں کے مانند ہوں ان میں لڑکیاں رکھی جائیں ؛ ہر مکان میں بیٹھنے کے لئے ایک یا دو کمرے ہوں۔ جہاں ان کو تعلیم دی جائے ؛ ان گھروں کے ساتھ سادہ قسم کی لیبوریٹریاں ہوں۔ پردہ معمولی ہو۔ ان میں کھانا پکانا۔ گھروں کی آرائش۔ تیمارداری۔ مہمانوں کی خاطر داری۔ حساب کتاب۔ باغ کی دیکھ بھال۔ صفائی کا انتظام یہ سب کام لڑکیوں ہی سے کرائے جائیں ؛ علاوہ ازیں موسیقی۔ مصوری۔ سوزن کاری اور حفظ صحت کی معمولی تعلیم بھی دی جائے ؛ تعلیم دیسی زبان میں ہونی چاہئے۔ لیکن انگریزی بھی سکھلائی جائے ؛ ان تمام باتوں کی تعلیم ۹ سے ۱۶ سال تک کی لڑکیوں کو دی جائے۔ ان باتوں سے لڑکیوں میں عام تہذیب۔ قابلیت اور گھر داری کے انتظام کی صفت پیدا ہو جائے گی ؛

کلکتہ میں ایک میم مس ڈارڈل نے ایک مقدمہ میں شہادت دیتے ہوئے مدعی محمد شفیع کو کالا آدمی کہدیا۔ اس پر مدعی نے مس مذکور پر ہتک عزت کا دعویٰ دائر کر دیا ہے۔ اور میم صاحبہ سو روپے کے مچلکے پر رہا کی گئی ہیں ؛

کھدرک (بنگال) اسٹیشن کے قریب مدراس میل ایک اور ٹرین سے لڑ گئی۔ جس سے دو تیسرے درجے کے ڈبے اور ایک سامان کا ڈبہ تباہ ہو گیا۔ اور انجنوں کو بہت نقصان پہنچا ؛ ۱۴ آدمی مرے اور ۷۸ زخمی ہوئے۔ بہت سے آدمیوں کے معمولی زخم آئے ؛

خبر ہے۔ کہ برطانی سپاہی جو ہندوستانی فوجوں کے ساتھ چین بھیجے گئے ہیں۔ ان کے اہل و عیال انگلستان بھیج دئے جائیں گے ؛

پنجاب کونسل میں چودھری افضل حق کی یہ تحریک منظور ہو گئی۔ کہ تلوار کو قانون اسلحہ سے مستثنیٰ کر دیا جائے ؛ اگر گورنمنٹ نے کونسل کی اس تجویز کو مان لیا۔ تو پھر تلوار کے لئے لائسنس کی ضرورت نہ ہوگی ؛

اخبار زمیندار کے سارے عملے نے جس میں اڈیٹر کاتب۔ کلرک اور دفتری سب شامل ہیں ہڑتال کر دی ہے ؛

اطلاع نامہ درخواست حصول حکم منسوخی ڈسمسی نالش

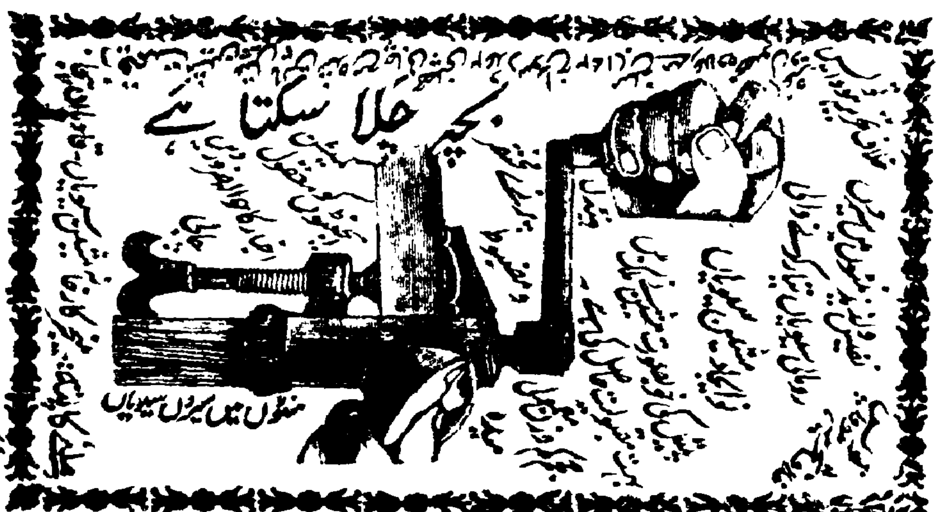
بہ اجلاس جناب سید ریاض الحسن صاحب اول اڈیشنل منصف جونپور

ٹھاکر گجراج سنگھ ساکن سکری کلاں پرگنہ اونگلی ضلع جونپور مدعی

بنام ملا مساۃ مصطفائی بیگم عمر ۵۰ برس زوجہ سید اصغر حسین صاحب سب جج کچہری لکھیم پور ساکن حال شہر کچہری لکھیم پور

ہرگاہ مدعا علیہ مذکور الصدر نے اس عدالت میں درخواست حصول حکم منسوخی ڈگری یکطرفہ مورخہ ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء جو مقدمہ مذکور الصدر میں صادر ہو چکی ہے پیش کی ہے۔ لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اس عدالت میں بتاریخ ۲ ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۷ء اصالتاً یا بذریعہ وکیل عدالت ہذا۔ یا بذریعہ مختار مجاز حسب ضابطہ اور واقف حال مقدمہ کے حاضر ہو کر وجہ (اگر کوئی ہو) ظاہر کرو۔ کہ نامبردہ کی درخواست کیوں نہ منظور کی جائے۔ میرے دستخط اور مہر عدالت سے آج بتاریخ ۷ ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء جاری کیا گیا۔

دستخط　　　　　　مہر عدالت



اڈیٹر محترمہ آصف جہاں بیگم* مرکنٹائل پریس لاہور میں باہتمام لالہ گوپال داس پرنٹر چھپا اور سید ممتاز علی مالک و مہتمم

ہندوستان میں سب سے [illegible] زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسواں

جو
محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ نے
لڑکیوں کے فائدے کے لئے سنہ ۱۸۹۸ء میں جاری کیا
چندہ سالانہ مع محصول ڈاک صہ پیشگی

نمبر ۴۸	لاہور۔ ہفتہ ۲۷ نومبر سنہ ۱۹۲۶ء	جلد ۲۹

تہذیب نسواں

لاہور ۲۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۵ ہجری

فہرست مضامین

قوم کسے کہتے ہیں؟	ظفر جہاں بیگم	۸۸۹
تحفہ	فاطمہ بیگم	۸۹۰
تہذیب سے چند سوال	ممتاز احمد فاروقی	۸۹۲
دق	رضویہ خاتون	۸۹۳
راہگیر	مسز ایم اے صمد	۸۹۵
مسلم گرل اسکول مراد آباد	امت الوحی	۸۹۶
تعلیم نسواں نمبر ۲	حامدہ بیگم	۸۹۹
جواب	سید ہمت زکی	۸۹۹
ہمت کی فتح	آر کے	۸۰۱
محفل تہذیب	متفرق	۸۰۳

قوم کسے کہتے ہیں؟

آج کل تعلیم نسواں کا مسئلہ بہت زوروں پر ہے۔ ہزاروں مخالف ہیں۔ اور ہزاروں موافق۔ خیر یہ اپنی اپنی رائے ہے۔ مجھے اس سے کوئی بحث نہیں۔ البتہ مجھے ان لوگوں پر ضرور تعجب ہوتا ہے۔ جو اپنی قوم کی جہالت کا رونا روتے ہیں۔ اور قومی پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر دھواں دھار تقریروں کے ذریعے سے یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ اسلام پر جو مصیبتیں نازل ہو رہی ہیں۔ ان کا باعث جہالت اور صرف جہالت ہے۔ اور اگر ہماری قوم اب بھی بیدار نہ ہوئی۔ اور اسی طرح قعر جہالت میں پڑی رہی۔ تو خدانخواستہ چند روز میں صفحہ ہستی سے فنا ہو جائے گی۔

لیکن جب تعلیم نسواں کا مسئلہ انہی حضرات کے روبرو آتا ہے۔ تو وہ جھٹ مخالفت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ یا بالکل خموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایسے لیڈران کی مراد قوم سے کیا صرف مرد ہے؟ کیا وہ عورتوں کو خارج از قوم سمجھتے ہیں؟ میری رائے میں تو مرد۔ عورت۔ بچے سب قوم میں داخل ہیں۔ اور انہی سب کے مجموعے سے قوم بنتی ہے۔ لیکن ایسے حضرات کی تحریریں اور تقریریں ضرور تعجب خیز ہیں۔ جو قوم کو جہالت کی دنیا سے نکال کر تعلیم و تہذیب سکھانا چاہتے ہیں۔ لیکن عورتوں کو اس میں شریک کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ اسی قسم کے لوگوں کی تحریروں اور تقریروں نے میرے دل میں وہ سوال پیدا کیا۔ جو اس مضمون کی سرخی ہے یعنی "قوم کسے کہتے ہیں؟" کیا کوئی صاحب اس کا جواب دینے کی زحمت گوارا فرمائیں گے؟

اگر بفرض محال اس کا یہی مطلب نکالا جائے کہ عورتیں خارج از قوم ہیں۔ تو دیکھنا یہ ہے۔ کہ مرد عورتوں کو قوم سے خارج کر کے کیا ترقی کر سکتے ہیں۔ سب سے اول تو افزائش نسل کا کام ہی ہے جس کا بوجھ قدرت نے مرد عورت دونوں پر مساوی کر دیا ہے۔ عورتوں کو خارج کر کے، مردوں کی قوم تنہا یہ کام نہ اپنی عقل کے زور سے انجام دے سکتی ہے۔ نہ علم سے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جب نسل ہی آگے کو نہ چل سکے گی۔ تو قوم کس طرح قائم رہے گی۔ اور جب قوم کا وجود ہی نہ رہے گا۔ تو ترقی کون کریگا؟ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ قوم کے لئے مرد اور عورت کا وجود لازم و ملزوم ہے۔ کسی ایک جنس کو خارج کرنے سے قوم نہیں رہ سکتی۔ اس لئے قوم کے فائدے کے لئے جو بات کی جائے۔ اس میں دونوں کا شریک رکھنا ضروری ہے۔

اگر قوم کو جہالت سے نقصان پہنچا۔ اور تعلیم سے سنبھل جانے کی امید ہے۔ تو بحیثیت قوم مرد عورتیں دونوں ہی اس میں شریک ہیں۔ اس کی کیا وجہ کہ مردوں کی تعلیم کے لئے تو آپ چوٹی سے ایڑی تک کا زور لگائیں۔ اور عورتوں کے نام پر خاموش ہو جائیں یا مخالفت کرنے لگیں؟ ہاں اگر آپ کے نزدیک عورتوں کو جاہل ہی رکھنا ضروری ہے۔ تو یہ دوسری

بات ہے۔ لیکن اس صورت میں قوم کا نام نہیں لینا چاہئے۔ بلکہ صاف طور پر بجائے قوم کے صرف "گروہ مرداں" کہنا چاہئے ؂

خاکسار ظفر جہاں

تحفہ

تہذیب نسواں اور دیگر زنانہ رسائل میں اکثر رسوم قبیحہ کے ذیل میں مختلف قسم کی لین دین مثلاً سلامی۔ رونمائی۔ نوتا وغیرہ کا بھی ذکر آتا رہتا ہے۔ مجھے تو ان رسوم سے چنداں واقفیت ہی نہیں۔ اگر تھوڑی بہت ہے بھی۔ تو بزرگوں کی زبانی یا مختلف کتابوں اور رسائل کے دیکھنے سے ہے کیونکہ میرے والد بزرگوار تقریباً پچیس سال سے بسلسلۂ ملازمت اپنے آبائی وطن سے الگ ہیں۔ چنانچہ میری اور میرے بھائی بہنوں کی پیدائش اور تعلیم و تربیت وغیرہ والد بزرگوار کی جائے ملازمت پر ہی ہوئی۔ اس کے علاوہ میری والدہ ماجدہ اس قسم کے قبیح رسم و رواج سے بالکل متنفر ہیں۔ اور اپنے یہاں کی ہر ایک تقریب سادہ شرعی طور پر انجام دیا کرتی ہیں۔

ان چند ناچیز سطور میں مجھے رسم و رواج پر بحث کرنا منظور نہیں ہے۔ کیونکہ میں رسومات سے قطعی ناواقف ہوں۔ بلکہ میرا منشا ہے تحفہ پر اپنے ٹوٹے پھوٹے خیالات کا اظہار ہے۔

تحفہ دینا بذات خود ایک نہایت اچھی اور دو دلوں کی آپس میں محبت بڑھانے والی چیز ہے۔ چنانچہ اس کی فضیلت میں کئی ایک احادیث بھی آئی ہیں مثلاً:۔

۱۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ آپس میں ایک دوسرے کو تحفہ تحائف دیتے رہو۔ تاکہ تمہاری آپس میں محبت زیادہ ہو ؂

۲۔ آپس میں ہدیہ و تحفہ دیتے رہو۔ کہ یہ دلوں کی کدورت دور کرتا ہے۔ اور کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے تحفے کو حقیر نہ سمجھے۔ اگرچہ وہ کیسا ہی ادنیٰ کیوں نہ ہو ؂

۳۔ انس کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ خوشبودار ہدیہ کو واپس نہیں فرماتے تھے ؂

مجھے خیال ہوتا ہے۔ کہ اکثر تقریبوں میں عزیزو اقارب۔ دولہا دلھن یا بچوں وغیرہ کو جو سلامی۔ رونمائی یا نوتا وغیرہ کے نام سے دیتے ہیں۔ وہ بھی تحفے ہی کی ایک قسم ہو گی۔ کیونکہ یہ تمام دینے لینے والیاں اکثر قریبی عزیز یا دوست ہی ہوا کرتی ہیں۔ ہندوستانی رسم و رواج کی وجہ سے اس قسم کے تحفوں میں سادگی کی بجائے تکلف پیدا ہو گیا ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ایسے تحفوں کا رواج معدوم کر دینے کی بجائے اس میں ضروری اصلاح کر لیں۔ مثلاً بچوں کی کوئی تقریب ہو۔ تو ان کے لئے کھلونے یا کوئی کارآمد چیز بڑے لڑکے لڑکیوں کی تقریبوں میں ان کے عمرو شوق کے مطابق کارآمد چیزوں کے تحفے دیں۔ مگر تحفہ دینے اور لینے والوں دونوں میں صاف دلی چاہئے۔ یہ نہیں۔ کہ غریب عزیز کا کم قیمت تحفہ خاطر

ہی میں نہ لایا جائے۔ یہ عادت بہت بُری ہے۔ تحفہ خواہ کیسا ہی ادنیٰ کیوں نہ ہو۔ خندہ پیشانی سے قبول کرنا چاہئے۔ ایک دفعہ ایک غریب عورت نے آنحضرت صلعم کو ایک کٹورہ گوشت کا سالن تحفہ میں دیا۔ جسے آنحضرت صلعم نے بخوشی قبول فرمایا۔ دیگر حاضرین جو وہاں موجود تھے۔ آپ سے کہنے لگے۔ کہ حضور اس سالن کا گوشت اس عورت کو صدقہ میں ملا ہے۔ جو آپ کو لینا جائز نہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ بے شک مجھے صدقہ لینا جائز نہیں۔ مگر یہ گوشت اس عورت کے حق میں صدقہ ہے۔ میرے لئے تو وہ سالن اس غریب عورت کی طرف سے سچا تحفہ ہے۔

رسم تسمیہ خوانی (بسم اللہ)۔ ختنہ۔ شادی عقیقہ وغیرہ کے موقعوں پر تحفہ تحائف بالکل بند کر دینے سے تقریبیں شاید بے لطف ہو جائیں گی۔ لہٰذا ان کا رائج رہنا ہی مفید ہے۔ مگر ہر ایک تحفہ دینے والوں کو چاہئے۔ کہ تحفہ منتخب کرتے وقت تحفہ پانے والوں کے مذاق اور اپنی حیثیت کے مناسب تحفہ تجویز کریں۔ یہ نہیں۔ کہ سب سے بالا تحفہ دینے کے شوق میں اپنی حیثیت ہی بھول بیٹھیں۔ تحفے کے لئے کوئی کارآمد چیز مثلاً کتابیں۔ قلم۔ دوات۔ فونٹین پن۔ گل دان۔ کنگھی۔ آئینہ۔ عطر کی شیشیاں۔ پنکھے۔ رومال۔ موزے۔ رسالے اور بھی اس قسم کی دل خوش کن چیزیں ہیں۔ جو بآسانی دی جا سکتی ہیں۔ اور اگر نہ بھی دیں۔ تو ناک کٹنے کی قید نہ رہے۔

یورپین اقوام کو دیکھو۔ وہ بچوں کو سال گرہ کے موقع پر اور شادیوں میں دولہا دلھن کو کیسے سادے کم قیمت اور کارآمد چیزوں کے تحفے دیا کرتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہئے۔ کہ ایسے اچھے رواج کو اٹھا دینے کی بجائے اس میں اصلاح کر لیں۔

سال گذشتہ ہمیں ایک تقریب "تسمیہ خوانی" میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ رسم کے موقع پر تمام حاضرین مستورات نے دُلھن بچی پر باری باری روپے تصدق کئے۔ اور کئی روپے بھی بچی کو بطور نوتا دئے گئے۔ مگر میری والدہ صاحبہ نے کچھ نہ دیا۔ اور بچی کو تحفے میں ایک چھوٹا سا رنگین "ٹی سٹ" دیا۔ جس کے پانے سے دُلھن بچی کو اتنی خوشی ہوئی۔ کہ ان بیسیوں روپیوں کے پانے سے اس کی ایک چوتھائی بھی خوشی نہ ہوئی ہوگی۔ حالانکہ اس کھلونے کی قیمت صرف بارہ آنے یا روپیہ تھی۔ کیا اتنا چھوٹا اور کم قیمت تحفہ دینے سے میری والدہ کی عزت کم ہو گئی؟

ہمیں چاہئے۔ کہ اپنے عزیزوں کے غریبانہ اور سادہ تحفوں کو عزو وقار کی نظروں سے دیکھیں۔ اور ایسے تحفے دینے والوں کو چاہئے۔ کہ ہمیشہ دیتے وقت اپنی حیثیت کا پورا اندازہ رکھیں۔

خاکسار فاطمہ بیگم بنگلور

تہذیب سے چند سوال

اس مضمون کے لکھنے سے میرا مطلب کوئی نکتہ چینی کرنے کا نہیں ہے۔ بلکہ تہذیب کو زیادہ دلچسپ اور مفید بنانا مقصود ہے۔ تاکہ وہ فرقۂ نسواں کی کما حقہٗ خدمت کرسکے۔ یہاں امریکہ میں زنانہ رسالوں میں کئی قسم کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ کچھ چٹپٹی سبق آموز اور دلچسپ کہانیاں ہوتی ہیں۔ کچھ سائنس کے نئے انکشافات اور ایجادوں پر جو خصوصاً عورتوں اور امور خانہ داری سے متعلق ہیں بحث کی جاتی ہے۔ ایک حصہ طبی امور کے لئے مخصوص ہوتا ہے جس میں کسی مشہور ڈاکٹر سے رسالے کے خریدار اپنے امراض کے متعلق مفت مشورہ لے سکتے ہیں۔ اور وہ سوال وجواب کی شکل میں رسالے میں شائع ہوتا ہے۔ کہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچ سکے۔ خریداروں کے نام نہیں دئے جاتے۔ ایک حصہ کھانے پکانے کے لئے مخصوص ہوتا ہے جس میں کھانوں کی نئی نئی ترکیبیں آئے دن عورتیں لکھتی رہتی ہیں۔ پھر ایک حصہ کپڑوں اور لباس کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ نئے فیشن کے فراک۔ گون اور ہیٹ اور جوتیوں کی تصویریں شائع ہوتی ہیں۔ ایک اَور حصہ بچوں کی پرورش کے متعلق ہوتا ہے۔ ایک اَور حصہ پہیلیوں معموں اور دیگر اس قسم کے چٹکلوں اور لطفوں اور کہاوتوں کے لئے مخصوص [illegible]

با تصویر ہوتے ہیں۔ اور قیمت اکثر دس یا پندرہ سینٹ یا تقریباً چار آنے۔ مگر ان کا حجم ڈیڑھ سو سے صفحات سے دو سو صفحات کا ہوتا ہے۔

اب کوئی سوال کرے۔ کہ اس قدر ضخیم رسالے کی قیمت صرف چار آنے۔ تو بھلا اس میں نفع کیا ہوگا؟ بہت بجا سوال ہے۔ نفع اشتہارات کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان رسالوں کی خریداری اکثر ایک لاکھ سے لے کر دس لاکھ تک ہوتی ہے۔ اس لئے ان میں بہت مشہور کمپنیاں اور سوداگر اپنی اپنی اشیاء کا اشتہار دیتے ہیں۔ اور اس کی ان کو معقول اُجرت دینی پڑتی ہے۔ مثلاً یہاں ایک مشہور رسالہ سیٹرڈے ایوننگ پوسٹ ہے۔ جس کے خریدار دس لاکھ سے زیادہ ہیں۔ اس کے باہر کے ایک بھرے صفحے کی اُجرت تقریباً پانچ ہزار روپیہ ہے۔ خیر ابھی ہندوستان میں اس قسم کے رسالے اور اخبارات نہیں نکل سکتے۔ کیونکہ یہاں تقریباً ہر شخص پڑھ لکھ سکتا ہے۔ اور ہندوستان میں صرف دس فی صدی لوگ خواندہ ہیں۔ مگر پھر بھی ہم بہت کچھ ان رسالوں سے حاصل کرسکتے ہیں۔ مثلاً انواع واقسام کے مضامین جو عورتوں کی زندگی کے ہر شعبے پر روشنی ڈال سکیں۔ اور اگر ضروری ہو۔ تو تصاویر سے ان کو مزین کریں۔ اس طرح ہر قسم اور ہر مزاج کی تعلیم یافتہ عورت اس میں دلچسپی لے سکے گی۔ اور اخبار حقیقی طور پر کارآمد۔ مفید اور دلچسپ بن سکے گا۔ اور ضروری ہے۔ کہ [illegible]

میں مدت سے میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ زیادہ تر اخلاقی یا ادبی یا شاذ و نادر طبی یا مذہبی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ مجھے یہ لکھنے میں اپنی تعریف کرنا مقصود نہیں ہے۔ مگر اکثر بہنوں نے اس بات کو محسوس کیا ہوگا۔ کہ میرے مضامین جو تہذیب میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ وہ مختلف اقسام کے تھے۔ کچھ امور خانہ داری کے متعلق۔ کچھ تربیت اولاد پر۔ بہت کچھ صحت اور غذا کے متعلق۔ کچھ ممالک غیر کی سیر اور وہاں کے لوگوں کی معاشرت کے متعلق۔ کچھ دلچسپ قصوں کی شکل میں شائع ہوتے ہیں۔ ان کے لکھنے میں میرا مقصود یہی تھا۔ کہ حتی الامکان مختلف پہلوؤں پر بحث کی جائے۔ تاکہ سب بہنوں کو فائدہ پہنچ سکے۔ مگر اس قسم کے مضامین اکثر وہی بہنیں لکھ سکتی ہیں۔ جن کا تجربہ یا تعلیم اعلیٰ ہو۔ مگر ہندوستان میں ایسی بہنوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اگرچہ امور خانہ داری۔ کھانا پکانے کی ترکیبوں۔ کپڑوں اور لباسوں کے فیشن اور مختلف مقامات کی سیر پر تقریباً ہر بہن کچھ نہ کچھ لکھ سکتی ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ اڈیٹر اور منیجر خریداروں اور مضمون نگاروں کے بھروسہ پر بیٹھے رہیں۔ اگر بعض خاص قسم کے مضامین بہت کم آئیں۔ تو انہیں چاہئے۔ کہ ان مضامین کو خود لکھ کر بہم پہنچائیں۔ مثلاً طبی رنگ میں۔ طاعون کے دنوں میں خاص خاص احتیاط۔ روشن اور ہوادار مکان کی ضرورت۔ عام کنوؤں کے پانی میں مختلف مرضوں کے جراثیم کا امکان اور لوگوں کو اس بات پر ابھارنا۔ کہ میونسپل کمیٹی کے ہیلتھ آفیسر کو کہہ کر ان میں ادویات ڈلوائی جائیں۔ ورزش کے عام اصولوں پر بحث۔ معمولی مرضوں کا گھر پر فوری علاج۔ جو کسی ڈاکٹر کے مشورہ سے لکھا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

معاشرتی رنگ میں شادی دیر تک اور بیہودہ رسوم کو دور کرنا۔ شب برات اور دیگر تہواروں سے پرہیز۔ شادی میں لڑکے اور لڑکی کی مرضی دریافت کرنا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ عورتوں کے حقوق کی نگہداشت کرنا۔ صرف مضمون لکھ دینے کا نہیں۔ مثلاً اکثر ہندوستان میں لڑکیوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے۔ اور ان کے حقوق غصب کر لئے جاتے ہیں۔ انہوں نہیں ... رسالے ملک میں ... کھیل ... اور ... اس پر صدائے احتجاج بلند کرنا۔ اور کیوں ... لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبروں کو مجبور کیا جائے۔ کہ وہ ایسے قانون بنائیں۔ جو مرد عورتوں کی جائداد یا ان کا حصہ وراثت غصب کر لیتے ہیں۔ ان کو واقعی سزا دی جائے۔ عورتوں کو ان کا حق مل جائے؟ (باقی آیندہ)

مسز ... دتی ... امریکہ

دق

یہ موذی مرض ہندوستان میں عام ہے۔

خاص کر نوعمر لڑکے اور لڑکیاں اس کا شکار زیادہ ہوتی ہیں۔ عزیز و اقارب کے لئے کس قدر دل شکن نظارہ ہے۔ جبکہ وہ ہونہار نوخیز نوجوانوں کو اس میں مبتلا ہو کر زندہ درگور دیکھتے ہیں۔ وہ کون سا ملک ہے جس میں اس نے اپنا دست تعدی دراز نہیں کیا؟ مغربی ممالک میں جو درحقیقت زندہ ملک کہے جانے کے مستحق ہیں۔ جب کوئی مرض عام ہوتا ہے۔ تو حکومت، قوم دامے۔ درمے۔ قدمے جس طرح بھی ہوتا ہے۔ اس کے دور کرنے پر لگ جاتے ہیں۔ لیکن بدبخت ہندوستان جہاں ہزاروں آدمی بھوکوں مر جاتے ہیں۔ اس میں اتنی سکت کہاں کہ وہ کوئی بھی کام ڈھنگ اور قرینہ کا کر سکے۔ اس کی اول وجہ مفلسی ہے۔ اور دوسرا سبب حب قومی کا نہ ہونا۔ اور تیسرا باہمی نفاق وغیرہ ہیں۔ رفاہ عام کے کچھ کام اگر یہاں کوئی کرتا ہے۔ تو وہ غیر ملکی نصرانی مشنری ہیں۔ اگرچہ ان کی اصلی غرض اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت ہے۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت کچھ بنی نوع انسان کی ہمدردی کے کام کر رہے ہیں۔

[illegible] میں ڈاکٹر سی مشہور صاحب ہیں Dr. C. Muthu مرض دق کے ماہر ہیں۔ آپ نے ۲۷ سال اس مرض کے متعلق تحقیقات اور تجربوں میں صرف کئے ہیں۔ آپ کا بیان ہے۔ کہ دق کا کوئی مجرب علاج اس وقت تک دریافت نہیں ہوا۔ وہ تمام ادویات جو ٹیکوں کے ذریعے سے مریضوں کے جسم میں پہنچائی جاتی ہیں۔ کم و بیش آخرکار بے کار ثابت ہوئی ہیں۔ فی زمانہ ہندوستان میں ڈاکٹر خواہ اس کے ماہر ہوں۔ یا نہ ہوں۔ ٹیکے لگاتے ہیں۔ جو بجائے نفع کے مضرت رساں ہو کر بہت سی موتوں کا سبب ہوتے ہیں۔ دق ایک جسمانی بیماری ہے۔ جو برسوں جسم کے اندر آہستہ آہستہ پرورش پا کر آخر ہولناک صورت اختیار کرتی ہے۔ اس کے روکنے کا کوئی شرطیہ علاج نہیں ہے۔ بہترین طریقہ یہ ہے۔ کہ جس طرح بن پڑے جسم کی طاقت کو بڑھایا جائے۔ اور اس کے لئے تازہ ہوا۔ عمدہ اور مقوی زود ہضم غذائیں۔ کشادہ و صاف مکانات ضروری ہیں۔

درحقیقت دق مفلسوں اور غلیظ و کثیف لوگوں کی بیماری ہے۔ اور انہیں سے مالدار لوگوں کو لگ جاتی ہے۔ اگر رہبران قوم و ملک اس کی طرف متوجہ ہوں۔ اور افلاس کو ہندوستان سے نکال دیں۔ تو رفتہ رفتہ یہ مرض خود ہی دفع ہو جائے گا۔ اور یہ کام حصول سوراج سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ لیکن جس ملک کی نصف آبادی یعنی مستورات بے کار رکھی جاتی ہیں۔ اس کا جو کچھ حشر ہو بگڑے کم ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ عورتوں اور بچوں کی طرف خاص توجہ مبذول کرنی چاہئے۔ چونکہ عورتیں ہی اس کا زیادہ شکار ہوتی ہیں۔ اس لئے انسانیت کا اولین فرض ہے۔ کہ کمزور صنف کی سب سے اول مدد کی جائے۔ سب سے

پہلے یہ کام ہے۔ کہ ان اسباب پر غور کی جائے جو مرض دق کا بانی ہوتے ہیں۔ پھر ان کے دور کرنے کی فکر کی جائے + انہیں اچھی غذا۔ صاف پانی دیا جائے۔ اور خوب ہوادار مکانات میں رکھا جائے بچوں سے ان کی بساط سے زیادہ دماغی یا جسمانی کام نہ لیا جائے۔ اور زیادہ گرمی کے وقت کسی قسم کی محنت کا کام نہ کرایا جائے۔ اور نہ بہت زیادہ دیر تک کوئی مسلسل دماغی یا جسمانی ورزش کرائی جائے +

ملک میں جا بجا مرض دق کے علاج کے لئے سینی ٹوریم (صحت گاہیں) قایم کی جائیں۔ اور جو مریض یہاں سے صحت یاب ہو کر نکلیں۔ ان کے لئے بڑے بڑے شہروں سے کچھ میل کے فاصلے پر اس قسم کی بستیاں بنائی جائیں۔ جہاں دق کے صحت یاب مریض رہ کر اپنی باقی زندگی بسر کر سکیں اور شہروں کی گنجان آبادی میں رہ کر پھر اس مرض میں مبتلا نہ ہوں + ڈاکٹر صاحب ممدوح خود مدراس اور بنگلور وغیرہ میں اس قسم کا عملی کام کر رہے ہیں +

خاکسار رضویہ خاتون

راجگیر

از مسز ایم اے صمد

میں زمانے سے سنتی آئی تھی۔ کہ راجگیر میں ہر شب جمعرات کو شیر آیا کرتا ہے۔ اور حضرت مخدوم شرف الدین کے روضہ کی زیارت کرتا ہے مگر مجھے اس کا یقین نہ آتا تھا + اکتوبر کی تعطیل میں میں اپنی چند سہیلیوں کے شامل راجگیر پہاڑی کی سیر کو گئی + اس زمانے میں ہندوستان کے مختلف حصوں سے لوگ یہاں آیا کرتے ہیں اور چونکہ یہاں کی آب و ہوا تندرستی پر بہت اچھا اثر ڈالتی ہے۔ اور اخراجات یہاں کم پڑتے ہیں۔ اس لئے اکثر مریض بھی یہاں تبدیل آب و ہوا کے لئے آتے رہتے ہیں + چنانچہ ایک بیگم صاحبہ جن کا نام میں بھول گئی ہوں۔ بہت دور سے تشریف لائی تھیں + ان کی ساری پر ایک پھول لگا ہوا تھا۔ جس میں لفظ "تہذیب" اُبھرا ہوا تھا + میں نے فوراً قیاس کیا۔ کہ وہ تہذیبی بہن ہیں۔ چنانچہ دریافت سے معلوم ہوا۔ کہ واقعی یہ بات ہے + یہ دیکھ کر مجھے خیال ہوا۔ اور میں تہذیب کی اور ناظرین کی رائے کے لئے پیش کرنا چاہتی ہوں۔ کہ یہ نہایت مناسب ہوگا۔ کہ تہذیب کا ایک B A DG E بنایا جائے جس کو ہر تہذیبی بہن سفر میں نمایاں طور پر استعمال کرے + اس سے فائدہ یہ ہوگا۔ کہ آپس میں ایک دوسرے کو تعارف کرانے کی ضرورت نہ ہوگی اور بآسانی ایک دوسرے سے مل سکیں گی +

اب میں راجگیر کی کچھ حالت لکھنا چاہتی ہوں جو دلچسپی سے خالی نہیں + راجگیر مسلمان اور ہندوؤں دونوں کی زیارت کی جگہ ہے۔ اور گوتم بدھ

ہندوستان کے کئی جوگی اور مسلمان درویش خصوصاً حضرت شرف الدین بہاریؒ چلہ کش رہ چکے ہیں۔ یہاں کئی ایک کنڈ ہیں جس میں گندھک کے اجزا ملا ہوا پانی برابر چشموں سے آتا رہتا ہے۔ پانی ان کنڈوں کا گرم رہتا ہے۔ بعض کنڈوں کا پانی اس قدر گرم۔ کہ اس میں چاول چھوڑ دئے جائیں تو چند منٹ میں پک جاتے ہیں ۞

مسلمانوں کی زیارت کی خاص جگہ وہ درگاہ ہے جس میں حضرت شرف الدینؒ کا حجرہ واقع ہے۔ اس میں مردوں اور عورتوں کے رہنے کے لئے جدا جدا نہایت عمدہ مسافر خانے بنے ہوئے ہیں۔ اور چند عورتیں کام کاج کرنے کے لئے برابر مستعد رہتی ہیں ۞

حجرہ در اصل ایک کھلی جگہ تھی۔ جہاں حضرت علیہ الرحمۃ بیٹھ کر عبادت کرتے تھے۔ ایک جوگی نے جو پہاڑ پر پوجا کر رہا تھا۔ حضرت پر ایک بہت بڑا پتھر لڑھکا دیا۔ اور وہ پتھر گرتے گرتے جب نزدیک آگیا۔ تو معلق ہوا میں رک گیا۔ اب اس پتھر کے چاروں طرف پتلی سی اینٹ کی دیوار بنا دی گئی ہے۔ مگر دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ پتلی دیواریں اس پتھر کا بوجھ نہیں اٹھا سکتیں ۞

ہم لوگ بدھ کے روز راجگیر پہنچے۔ شام کو بعد مغرب شیر کے چنگھاڑنے کی آواز آئی۔ اور دریافت سے معلوم ہوا۔ کہ راجگیر کے جنگل کے شیروں کا راجہ زیارت کو آرہا ہے۔ چند منٹ میں ہم لوگوں نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ کہ واقعی ایک بڑا شیر مع شیرنی اور ایک بچے کے آیا۔ اور سجدہ کر کے چلا گیا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایک درندے سے اس قسم کی حرکت کیوں ہوتی ہے!

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ اس شیر کا مورث مخدوم صاحب کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ اور اس کو مخدوم صاحب نے راجگیر پہاڑ کا بادشاہ بنا دیا تھا۔ چونکہ آج کل بھی جنگل کی بادشاہت اسی خاندان میں ہے۔ اس لئے یہ بھی برابر یہاں آیا کرتا ہے ۞

افسوس ہمارے پاس تیز روشنی کا انتظام نہ تھا۔ ورنہ ہم لوگ اس موقع کا فوٹو لیتے۔ کیونکہ اس روز شیر کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا ہے ۞

جناب منیجر صاحب سے امید ہے۔ کہ ان واقعات پر روشنی ڈالیں گے۔ اور اگر ہندوستان میں اور کسی جگہ بھی ایسا خلاف عادت واقعہ ہوتا ہے۔ تو مطلع فرمائیں گے ۞

منیجر معاف فرمائیں۔ آپ کی چشم دید شہادت صحیح نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَحْوِیلًا۔ ترجمہ۔ تو کبھی بھی آئین خداوندی میں تبدیلی نہ پائے گا ۞

مسلم گرل اسکول مرادآباد

شہر مرادآباد میں ایک زنانہ اسکول ہے۔ جو

جو وحیدہ بیگم مرحومہ نے جاری کیا تھا۔ مجھے حال میں مراد آباد جانے کا اتفاق ہوا۔ اور میں بہ۔ شوق کے ساتھ یہ مدرسہ دیکھنے گئی۔ اسکول میں اُردو مڈل تک تعلیم کا انتظام ہے۔ دو تین لڑکیاں اس اسکول سے اردو مڈل پاس بھی کر چکی ہیں۔ مدرسہ کی ہیڈ معلمہ اردو انگریزی مڈل پاس کئے ہوئے ہیں۔ اور فارسی ہندی بھی جانتی ہیں۔ ان کے علاوہ تین اُستانیاں اَور ہیں۔ ایک تیسری چوتھی جماعت کو پڑھاتی ہیں۔ دوسری اُستانی پہلی اور دوسری جماعت کو پڑھاتی ہیں اور تیسری الف۔ب جماعتوں کو تعلیم دیتی ہیں۔ ان کے علاوہ ایک معلمہ قرآن شریف پڑھاتی ہیں۔ کئی لڑکیاں قرآن شریف ختم کر چکی ہیں۔ سینا پرونا اور کشیدہ کاری بھی سکھائی جاتی ہے۔ دو خادمائیں اندر کام کرتی ہیں۔ اور باہر کی خدمت پر ایک مرد چپراسی ملازم ہے۔ لڑکیوں کو لانے لے جانے کے لئے ایک ٹھیلا اور دو ڈولیاں مقرر ہیں۔

یہ اسکول سنہ ۱۹۱۰ء میں وحیدہ بیگم مرحومہ نے جاری کیا تھا۔ ان کی وفات کے بعد اس اسکول کے سرپرست وحیدہ بیگم کے شوہر مولوی محمد یعقوب صاحب سمجھے جاتے رہے۔ مرحومہ کی زندگی میں اس اسکول کا کام چندہ سے پورا ہوا کرتا تھا۔ تہذیب نسواں میں بھی اسکول فنڈ قایم تھا۔ اور محترمہ نذر سجاد کو بھی اس اسکول سے بہت دلچسپی تھی۔ الغرض وحیدہ بیگم مرحومہ کی وجہ سے سب تہذیبی بہنوں کو اس اسکول سے تھوڑی بہت محبت اور ہمدردی تھی۔ مگر اب تو ان میں سے کسی کو بھی توجہ نہیں۔ اسکول کا خرچ میونسپل بورڈ کے ذمہ ہے۔ اور چونکہ مدرسے کا کوئی سرپرست اور حامی نہیں ہے۔ اس لئے اسکول کی ظاہری حالت کمزور اور افسوسناک ہے۔ جس مکان میں اسکول ہے۔ اس کی حیثیت پانچ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں۔ مگر واقعی کرایہ پندرہ روپیہ ماہوار جاتا ہے۔ ادنیٰ اور اعلیٰ سب درجوں کی لڑکیاں چٹائیوں پر بیٹھتی ہیں۔ دو چار ٹوٹی ہوئی کُرسیاں پڑی تھیں۔ شاید یہ ہیڈ معلمہ یا باہر سے آنے والی مستورات کی خاطر رکھی گئی ہوں۔ بظاہر حال دوسری اُستانیوں کے لئے وہ نہ تھیں۔ کیونکہ ان کی جگہ خالی تھی۔ اور وہ کھڑی کھڑی پڑھاتی تھیں۔ غرض ظاہری حالت بہت خستہ نظر آئی۔

البتہ لڑکیوں کی تعلیمی حالت قابل اطمینان نظر آئی۔ لڑکیاں پڑھنے لکھنے میں ہوشیار رہیں۔ ایک لڑکی منظور زہرا ہے جو اس اسکول سے مڈل پاس کر چکی ہیں۔ اور محترمہ نذر سجاد صاحبہ کی چچازاد بہن ہیں۔ میری گفتگو ہوئی۔ ان کی رائے تھی۔ اور مجھے ان سے اتفاق ہے۔ کہ اس اسکول میں انگریزی مڈل تک تعلیم ہونا چاہئے۔ سارے مراد آباد کے شہر میں مسلمانوں کا کوئی ایسا زنانہ اسکول نہیں۔ جہاں مسلمان لڑکیاں انگریزی مڈل کا امتحان دے سکیں۔ جس قدر لڑکیاں پانچویں اور چھٹی جماعت میں شریک تھیں۔ ان سب کو یہ شوق ہے۔ کہ ہم انگریزی پڑھیں۔ اور امتحان پاس کریں۔ مگر ان سب لڑکیوں

کی آرزوئیں اور تمنائیں مسلمانوں کی بے توجہی کی بدولت پامال ہو رہی ہیں ❊

بھائی مولوی محمد یعقوب صاحب حضور وائسرائے کی قانونی کونسل میں مسلمانوں کی مدد کرنے کی خاطر تو ممبر بنتے ہیں۔ اور جہاں تک ان سے ہوسکتا ہے۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ مگر خاص ان کے شہر میں خاص ان کی مرحومہ بیوی کی یادگار ان کی توجہ کی محتاج ہے ❊ اگر جناب موصوف وحیدہ بیگم مرحومہ کی نشانی کو عزیز رکھتے ہیں۔ اور اس کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ تو خدا کے واسطے اس اسکول کی طرف توجہ کریں۔ اور اس کی سرپرستی فرمائیں۔ اور اس کو ترقی دیں ❊ بڑے قلق کی بات ہے۔ کہ یہ اسکول ۱۳ سال سے قایم ہے۔ اور اب تک اس میں انگریزی تعلیم کا کوئی انتظام نہ ہوسکا ❊ اگر وحیدہ بیگم مرحومہ زندہ رہتیں۔ تو کیا یہ اسکول اس حالت میں رہتا؟ میرے خیال میں اگر آج وہ زندہ ہوتیں۔ تو یہ اسکول ہائی اسکول ہوتا ❊

محترمہ بہن نذر سجاد کو تعلیم نسواں سے گہرا تعلق ہے۔ اس وجہ سے خصوصیت کے ساتھ ان کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ وہ اس بے ماں کی درسگاہ کو اس طرح دل سے نہ بھلا ڈالیں۔ بلکہ اس کی طرف بدستور سابق توجہ فرمائیں۔ لڑکیاں اور ان کے والدین دعا دیں گے۔ اور اس وقت مسلمانوں کی خدمت کا اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں ہے ❊ پہلے تہذیب نسواں میں اس اسکول کے واسطے چندہ جمع ہوا کرتا تھا۔ اب موقوف ہوگیا ❊ میرے خیال میں اس کے پھر اجراء کی ضرورت ہے ❊ نیز سب تہذیبی بہنوں کو اس کی طرف متوجہ ہونا چاہئے ❊ اگر سب بہنیں کچھ ماہوار مقرر کر لیں۔ تو ایک انگریزی پڑھانے والی استانی کا چندہ سے انتظام ہوسکتا ہے ❊ جب میونسپلٹی نفع محسوس کرے گی۔ تو اپنی امداد بڑھاوے گی ❊ قبلہ بھائی سید ممتاز علی صاحب کی توجہ کا بھی یہ اسکول مستحق ہے ❊ تہذیبی انجمنوں میں اگر کوئی فنڈ قایم ہوا کرے۔ تو اس موقع پر اس اسکول کو نہ بھولنا چاہئے ❊

اگر تہذیبی بہنوں کی کوشش سے مراد آباد میں انگریزی زنانہ اسکول قایم ہوگیا۔ تو مردوں کو عبرت ہوگی۔ اور ممکن ہے۔ کہ وہ زنانہ تعلیم کی طرف توجہ کریں ❊ اب وہ زمانہ آگیا ہے۔ کہ اپنی بہتری کی کوشش خود کرنی چاہئے۔ دوسروں کا منہ تکنے کی مہلت باقی نہیں رہی ❊ ہماری ہمسایہ ہندو عورتیں کونسلوں میں پہنچ گئیں میونسپلٹیوں کا انتظام کرتی ہیں۔ اور قومی جد و جہد میں اپنے مردوں کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔ اور ہماری تعلیم ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے ❊ آہ ہم مسلمان مستورات کی حالت کس قدر المناک ہے۔ خود اپنے ہاتھ پیر ہلا کر تو اپنی تعلیم و بہتری کے لئے کچھ کر نہیں سکتے۔ اور اگر کسی باحوصلہ بہن کی کوشش سے کچھ میسر ہو جاتا ہے۔ تو ہماری بے پروائی اور مردہ دلی اس کو جلد نیست و نابود کر دیتی ہے ❊

اللہ تعالیٰ ہم مستورات کے حال پر رحم فرمائے ❊

امت الوحی از بجنور

تعلیم نسواں نمبر۲

عنوان بالا سے میرا ایک مضمون ۶ نومبر کے تہذیب میں شائع ہوا۔ مولوی صاحب قبلہ کی ممنون ہوں۔ کہ ساتھ ہی ساتھ اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپنے مجھ سے دو استفسار فرمائے ہیں۔ (۱) اُن کتابوں کے نام جو میں پڑھانا چاہتی ہوں۔ (۲) اُن کتابوں کے نام جن کو میں مضر سمجھتی ہوں۔ اور وہ سرکاری زنانہ مدارس کے نصاب میں شامل ہیں۔ جواب حسب ذیل ہے:۔

میں نے ابھی تک کتابوں کا انتخاب نہیں کیا۔ کتابیں اُردو اور حساب کی تو وہی ہوں گی۔ جو مدارس میں رائج ہیں۔ یا جو کتب بعد مشورہ عام قرار پا جائیں اسی لئے میں نے تہذیبی بہنوں اور مولوی صاحب سے خاص طور پر درخواست کی تھی۔ کہ وہ اپنی تعلیم اور ذاتی تجربوں سے مجھ کو مستفید فرمائیں۔ اور لکھیں۔ کہ اخلاق حسنہ اور دیگر عملی صفات مثل انتظام خانہ داری وغیرہ کی تعلیم کی صورت اور طریقہ ان کے نزدیک سہل الحصول کیا کیا ہو سکتے ہیں۔" اور اسی لئے صفحہ ۱۴۱۷ کے کالم نمبر۲ میں یہ بھی عرض کر دیا تھا۔ کہ "تاکہ غلطیوں کی اصلاح ہو جائے" میں مولوی صاحب قبلہ سے عرض کروں گی۔ کہ مجھ کو بتائیں۔ میرے مقصد کی کامیابی کے لئے کون کون سی کتب کی تعلیم بہتر ہو گی۔ اور نیز تہذیبی بہنیں بھی خاص توجہ فرمائیں۔ اور اپنے قیمتی مشورہ سے فائدہ پہنچائیں۔

میں نے کتب مروجہ میں کوئی نقص نہیں نکالا۔ نہ میں نے یہ لکھا۔ کہ سرکاری مدارس میں مضر کتب کی تعلیم ہوتی ہے۔ میں نے تو یہ لکھا تھا۔ کہ "خدا کے فضل سے ہم میں ایم اے۔ بی اے بھی ہونے لگی ہیں۔ لہذا طرفین کی شکایت رفع ہو جائے گی۔ مگر افسوس بعض زنانہ رسالوں کے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ ایسا نہیں ہوا۔ وغیرہ وغیرہ۔ میری شکایت تو یہ ہے۔ کہ ہمارے نصاب میں خاص توجہ ہونا ہمارے فرائض اور ذمہ داریوں پر ہونی چاہئے۔ تاکہ ہم بہترین منتظم اور معلمہ ماں بننے کے قابل ہو سکیں۔ اگر میرے الفاظ سے نصاب مروجہ کی کتب پر کسی اعتراض کا احتمال ہوتا ہو۔ تو میں ان الفاظ کو واپس لیتی ہوں۔ میرا مقصد مضمون یہ تھا۔ کہ اس تعلیم کے ہر پہلو پر بحث ہو کر جو نتیجہ برآمد ہو۔ اس پر عمل کروں۔ اور حتی الامکان غلطیوں سے مدرسہ محفوظ ہو جائے مجھ کو امید ہے۔ کہ قبلہ مولوی صاحب اور تہذیبی بہنیں اپنے نصائح اور مشورہ سے میری دستگیری فرمائیں گے۔

حامدہ خیریہ از ضلع متھرا

جواب

جو اصحاب موجودہ طریقہ تعلیم کو چھوڑ کر کسی نئے طریقہ تعلیم کی فکر میں ہیں۔ وہ موجودہ درس کی بابت عموماً یہی شکایت کیا کرتے ہیں۔ کہ یہ نصاب زنانہ ضرورتوں کے لئے موزوں نہیں۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ یا تو اس میں کوئی امر مضر قابل اعتراض

ہے۔ یا کسی ضروری بات کی اہم فروگذاشت ہے؟ اس لئے میں نے محترمہ حامدہ بیگم کی توجہ ان دو باتوں کی طرف مبذول کرائی۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ انہیں موجودہ نصاب پر کوئی خاص اعتراض نہیں۔ بلکہ وہ اس میں صرف دوسری مفید کتابیں اضافہ کرنا چاہتی ہیں جن سے لڑکیوں کو حسن اخلاق۔ انتظام خانہ داری۔ نسوانی فرائض کی تعلیم زیادہ خوبی اور عمدگی سے ہو۔ اور وہ قوم میں تعلیم یافتگی کا قابل تعریف نمونہ بنیں۔

میں ایسی چند کتابوں کے نام بتا سکتا ہوں۔ جو ان اغراض کے لئے مفید ہو سکتی ہیں۔ لیکن وہ کتابیں چونکہ خاص اس مقصد کے لئے نہیں لکھی گئیں۔ اس لئے وہ پوری کی پوری کتابیں بھی موزوں نہیں معلوم ہوتیں۔ بلکہ ضروری ہے۔ کہ ان میں سے انتخاب کرکے ایک نئی کتاب مرتب کی جائے۔ جو بہت دیر طلب کام ہے۔ لیکن تعلیم نسواں کے حامی اور مخالف دونوں اس ضروری بات کو بالکل نظر انداز کر جاتے ہیں۔ کہ تعلیم یافتہ لڑکیوں کو قابل تعریف نمونہ بنانے کے لئے سب سے زیادہ ضرورت ہے عمدہ تربیت کی۔ عمدہ سے عمدہ نصاب اور اچھی سے اچھی کتابوں کی محض زبانی تعلیم وہ فائدہ نہیں دے سکتی۔ جو نیک تربیت اور اس کا عملی نمونہ دے سکتا ہے۔ اگر تربیت اچھی نہیں۔ تو اچھی سے اچھی کتابیں بیکار ہیں۔ اور اگر تربیت اچھی ہے۔ تو ناقص نصاب بھی کافی و وافی ہو سکتا۔ اچھی تربیت سے میرا مطلب یہ ہے۔ کہ استانیاں نہایت نیک دین دار اور باعمل ہوں۔ اور ان کی زندگی نمونہ بننے کے قابل ہو۔ اگر ایسی استانیاں ہوں۔ تو ہر روز پانچ چھ گھنٹے ان کے ہمراہ رہنا ہی اتنے نیک نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ کہ کوئی بہترین نصاب پیدا نہیں کر سکتا۔ تعلیم کے لئے کتابوں کی اس قدر ضرورت نہیں جتنی نیک استانی کی شفقت آمیز و دلآویز نصیحتوں اور ان پر عمل کرکے اپنی ذات کا نمونہ دکھانے کی۔ مدارس موجودہ کی جتنی بھی خرابیاں ہیں۔ وہ سب نتیجہ ہیں خاطر خواہ استانیوں کے نہ ہونے اور صحبت بد کا۔ غیر قوم کی استانیاں خواہ کیسی ہی نیک کیوں نہ ہوں۔ وہ ہماری بچیوں کو اسلامی زندگی کا نمونہ نہیں دکھا سکتیں۔ رہیں مسلمان استانیاں۔ سو عموماً شرفاء کی بہو بیٹیاں اس نوکری کو پسند نہیں کر سکتیں۔ لاچار ادنیٰ درجے کی عورتیں اس کام کے لئے رکھنی پڑتی ہیں۔ ان سے اعلیٰ اخلاق کی کس طرح امید ہو سکتی ہے؟

خاطر خواہ استانیوں کی عدم موجودگی کے علاوہ ایک بہت بڑی خرابی یہ ہے۔ کہ گھر کے لڑکے اور بڑے مرد بھی سب کے سب اپنی عملی زندگی سے انگریزی فیشن کا سبق دیتے ہیں۔ اس کا ازالہ کس طرح ہو؟ اس قباحت کے روکنے کی بجز اس کے اور کچھ تدبیر نہیں کہ گھر کے لڑکے اور بڑے مرد پہلے اپنی اصلاح کریں اور پھر گھر بھر سے اپنی تقلید کرائیں۔

اچھی استانیوں کے ملنے کی بھی ایک صورت ہے۔ مگر اس میں ایثار کی ضرورت ہے۔ وہ کس طرح؟ وہ اس طرح۔ کہ حامدہ بیگم صاحبہ جو مدرسہ قائم کریں

اس میں شہر کی معزز شریف خاندانوں کی معمر و تجربہ کار بیبیاں روزانہ گھنٹہ دو گھنٹہ بلا معاوضہ آنریری طور پر تعلیم دیا کریں۔ اور طالبات کے اخلاق و تعلیم خانہ داری کی ذمہ داری اپنے اوپر لیں۔ اتنا ایثار دل سخت کر کے چھ مہینے کریں۔ پھر دیکھئے لڑکیاں کیا کی کیا بن جاتی ہیں۔ محض کتابوں کے ادل بدل اور زبانی تعلیم سے مقصد براری مشکل ہے۔

ہاں مدرسے کی تعلیم کے علاوہ خود پڑھنے کے لئے میں ان کتابوں کو پسند کرتا ہوں۔ جن کے نام میں نے کئی دفعہ توسیع تعلیم نسواں کے نصاب کے عنوان سے تہذیب میں شائع کئے ہیں۔ اور جو میں ایک دفعہ پھر انشاء اللہ سال نو کے پہلے نمبر میں کسی قدر اضافہ کے ساتھ شائع کروں گا۔

خاکسار رشید ممتاز علی

ہمت کی فتح

(سلسلے کے لئے دیکھو تہذیب نسواں صفحہ ۷۸۶)

۳

زمانہ اسی طرح گزرتا گیا۔ رضیہ کی سرد مہریوں نے میرے حوصلے پست ضرور کر دیے تھے۔ لیکن میں نے قصد مصمم کر لیا تھا۔ کہ اسی طرح خاموش بیٹھا تمام گزرتے ہوئے واقعات پر نا ترانہ نظریں ڈالتا رہوں۔ رضیہ کی ترقیاں اور ہمتیں واقعی کس قدر قابل قدر اور کیسی حیرت انگیز تھیں۔ ایک اسکول میں سلسلہ ملازمت شروع کر کے وہ برابر زینہ ترقی پر چڑھتی رہیں۔ اپنی تعلیم اور دیگر فکریں سب ہی ناقابل برداشت تھیں۔ لیکن بھائی کی محبت و شوق سے وہ کس قدر خوشی سے تمام تکلیفیں اٹھاتی چلی جا رہی تھیں۔ مجھے اکثر اپنی ضرورتوں کے باعث دوسرے مقامات پر جانا پڑتا۔ لیکن صرف ایک جگہ منتخب کر کے اپنی ہمشیرگی کے اطمینان بخش قیام کے خیال سے ہی میں نے اپنے لئے بیرسٹری کا آزاد پیشہ پسند کیا تھا۔ سروس کی بندشیں مجھے ناقابل ہی کڑیاں محسوس ہوتیں۔ اور ایک ناقابل برداشت بوجھ سمجھ کر میں اس کے اٹھانے پر کبھی تیار نہ ہوا۔ میں برسر روزگار ہو چکا تھا۔ اور پریکٹس بہت اعلیٰ پیمانہ پر چل رہی تھی۔ اس لئے میرے والدین مصر ہوئے۔ کہ میں اپنی حسب پسند کسی تعلیم یافتہ لڑکی سے اب ضرور شادی کر لوں۔ لیکن ان تذکروں کو میں برابر بحسن خوبی ٹالتا رہا۔

کچھ عرصے کے لئے میری ماں اور بہن سیر کو آئیں۔ میں نے رضیہ سے ملاقات کرنے کے لئے کہا۔ وہ سب تیار ہوئیں۔ اور میں ان سب کو ان کے ہاں لے گیا۔ رضیہ چاندنی کی بہت نفیس سفید ساری اور موتیوں کا آبدار ہلکا ہلکا خوشنما زیور پہنے تصویر حسن بنی سب کے استقبال کو آئیں۔ میں نے تعارف کراتے ہوئے کہا "امی! یہ رضیہ مس رفیق احمد ہیں۔ مجھے امید ہے۔ آپ بہت اچھی طرح سمجھ گئی ہوں گی"۔

امی نے انداز شفقت سے ان سے ملتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "ہاں میں پہلی ہی نظر میں بہت اچھی طرح سمجھ گئی۔ فوٹو دیکھ چکی ہوں۔ بیٹی رضیہ تمہاری قابلیت

اور شہرت سُن کر مدت سے ملنا چاہتی تھی۔ لیکن خدا کی مصلحتیں ہم نہیں سمجھ سکتے۔ اس نے ہر بات کے لئے کوئی نہ کوئی وقت مقرر کیا ہے۔ میں تم کو دیکھ کر کیا بتاؤں کیسی خوش ہوئی"۔

رضیہ اپنے ساتھ ہی سب کو ڈرائنگ روم میں لائیں۔ اور دیر تک سب سے بہ حسن اخلاق پیش آکر باتیں کرتی رہیں۔ مامی اور میری بہن سب ان سے مل کر کمال مسرور ہوئیں۔ کچھ دیر ٹھہر کر انہوں نے ناشتا منگانا چاہا۔ لیکن ہم سب کر کے آئے تھے۔ چلتے وقت وہ ہم سب کو موٹر تک چھوڑنے آئیں۔ مامی نے کوٹھی آنے کا وعدہ لے لیا۔ اور گلے سے لگا کے سوار ہوئیں۔

میری بہنوں نے کہا "حسین و تعلیم یافتہ ہمیشہ ہی سُنا کرتے تھے۔ لیکن آج آنکھوں سے دیکھ کر ہم نے اندازہ لگا لیا۔ کہ صورت میں وہ یوسف ثانی ہیں۔ اور خوبی طبیعت کی بابت کچھ کہہ نہیں سکتے۔ ایسے پاکیزہ اخلاق ایسے شستہ جذبات اور حد سے بڑھی ہوئی تمام دلاویز صفتیں آج کل کن میں ہوتی ہیں۔ باتیں کرتی ہیں۔ بعینہٖ معلوم ہوتا ہے۔ منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔ حسن و خوبی کا بہتا ہوا وہ بلا مبالغہ ایک دریائے ناپیدا کنار ہیں"۔

میں نے مُسکرا کے آہستہ سے کہا "اگر میں ان کے ساتھ شادی کر لوں"۔ . . . . .

میری چھوٹی بہن نے فرط مسرت سے قطع کلام کر کے کہا "میرے بھائی جان! آپ ضرور کر لیں۔ ایسی ہمہ صفت موصوف بھاوج تو میں پردہ دنیا میں تلاش کر کے کہیں بھی پا نہ سکوں گی۔ آپ اگر تیار ہوں تو میں مامی سے کہوں"۔

میں نے زیر لب مُسکرا کے ان کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں تم ذکر نہ کرنا۔ ابھی وہ تیار نہیں۔ جب وقت آئے گا۔ ہم خود سب پر اس کا اظہار کر دیں گے"۔

دوسرے روز سب کو میں نے اپنے یہاں مدعو کر دیا۔ رضیہ اور شفیق مخصوص طور پر مدعو تھے۔ دونوں شریک ہوئے۔ میں سب کو اپنے ہمراہ فلمی فیرد کھانے لے گیا۔ میری ماں بہنیں پندرہ روز میرے یہاں مقیم رہیں۔ اخباروں میں ان کے دماغی محاسن گراں بہا سب ہی دیکھتی تھیں۔ لیکن دیکھنے اور سُننے میں فرق عظیم ہے۔ قابلیتوں کا اعتراف ہمیشہ کرتی رہیں۔ مگر اپنا صحیح اندازہ کبھی لگا نہ سکیں۔ شفیق انٹرنس میں پاس ہوتے ہی گورنمنٹ آف انڈیا کی سرپرستی میں اسکالرشپ پا کر سروس لائن میں انگلستان بھیجدئے گئے۔ رضیہ کے نخل محنت کا کیا شیریں لطیف و گراں مایہ ثمر نظر آیا۔ وہ جس قدر بھی خوشی و مسرت سے کام لیتیں۔ درست تھا۔ لوگوں نے پیہم اپنے ہدف ملامت سے ان کے قلب کو چھلنی چھلنی کر دیا تھا۔ اکثر سب کی مخالفتوں سے وہ پریشان ہو کر اپنی اس طرز زندگی سے گھبرا جاتیں۔ لیکن خرد و ہمت کی موافقت سے بتدریج بام ترقی پر چڑھتی رہیں۔ لوگوں نے دیکھ لیا۔ کہ کوشش و ہمت کیا چیز ہے۔ صنف نازک کے دل بھی ان اعلیٰ ترین احساسوں سے خالی نہیں۔ وہ دنیا میں جو چاہیں کر سکتی ہیں۔ ان کے قصد اور بندھے ہوئے

ارادے سب کی انگشت نمائیوں سے متزلزل نہیں ہوا کرتے ۔ دنیا کے اہم سے اہم کام بھی ہمت و کوشش کے آگے جسے وہ اپنا شعار بنالیں آسان ہیں ۔

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد -
اگر خارے بود گلدستہ گردد ۔

(باقی آئندہ) آر ۔ کے

محفل تہذیب

ہمیں یہ سن کر بے انتہا خوشی ہوئی ۔ کہ ۲ نومبر کی صبح کو منگل کے دن صبح سویرے اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے محترمہ خدیجۃ الکبریٰ کو فرزند فرینہ عطا فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو زندہ و سلامت رکھے ۔ اور عمر طبعی بخشے ۔

مکرمی معظمی مولوی صاحب ۔ السلام علیکم ۔ مولانا مولوی حافظ محمد حسین صاحب مہتمم زنانہ و مردانہ مدارس راندیر عرصے سے علیل ہیں ۔ اور باوجود ہر طرح کا علاج کرنے کے کچھ افاقہ نہیں ہے ۔ چونکہ آپ تعلیم نسواں کے بڑے حامی ہیں ۔ لہذا ان کی علالت کی وجہ سے اہل راندیر بہت پریشان حال و بے قرار ہیں ۔ اور آپ کی صحت یابی کے لئے بہ آہ و زاری دعائیں کی جارہی ہیں ۔ لہذا آپ کی و نیز تہذیبی بہنوں کی خدمت میں عاجزانہ ملتجی ہوں ۔ کہ اس نامور حامی نسواں و خیر مجسم کی صحت یابی کے لئے جن کی ہستی سرزمین گجرات کے لئے سراسر چراغ ہدایت ہے ۔ بارگاہ ایزدی میں دعا فرمائیں ۔ خادمہ قوم زیب النساء اختر نائبہ مہتمم صاحب و منتظمہ دار المطالعہ مدرسہ نسواں عائشہ ۔ راندیر

جناب نبیجہ صاحب ۔ تسلیم ۔ موسم سرما میں میرے ہاتھ پاؤں بہت زیادہ پھٹتے ہیں ۔ اور خاص کر پاؤں کی ایڑیاں نہایت کھردری ہو جاتی ہیں ۔ ہمیشہ صابون سے ہاتھ پاؤں دھو کر گلیسرین ملتی ہوں ۔ مگر نرم نہیں ہوتے ۔ کوئی مہربان بہن یا بھائی بذریعہ تہذیب خاکسار کو مجرب نسخہ عنایت فرمائیں تو نہایت مشکور رہوں گی ۔ والسلام ۔ اسے بی

جناب مولوی صاحب ۔ تسلیم ۔ میرے یہاں خرگوش پلے ہیں ۔ ان کے بچے زندہ نہیں رہتے اور خرگوشنی دودھ نہیں پلاتی ۔ میں نے روئی سے دودھ بھی پلایا تب بھی زندہ نہ رہے ۔ اگر کوئی تہذیبی بہن یا بھائی اس کے رکھ رکھاؤ کی ترکیب بتادیں تو میں ان کی بہت ممنون و مشکور رہوں گی ۔ بنت سید احمد علی

مکرمہ اڈیٹر صاحبہ ۔ تسلیم ۔ ۲ نومبر کے تہذیب میں کسی بہن صاحبہ نے عمدہ کامدانی کی بابت استفسار فرمایا ہے ۔ سو دہلی کی ایک کمپنی میں نہایت عمدہ کام تیار ہوتا ہے ۔ پتہ یہ ہے :-

امپیریل جنرل سلک اینڈ کمپنی مٹیا محل - دہلی
خاکسار شوکت جہاں بیگم بنت ظفر حسین صاحب

مجھے اُون کے مختلف قسم کے پھول پتیاں اور بیلیں بنانا جو تاروں پر بنائی جاتی ہیں سیکھنے کا کمال درجہ اشتیاق ہے۔ اگر کوئی بہن میرے اس شوق کو پورا کر سکیں۔ تو ازراہ عنایت بذریعہ تہذیب اپنے نام اور مفصل پتے سے آگاہ فرمائیں تاکہ میں ان سے خط و کتابت کے ذریعے یہ کام سیکھ سکوں۔

نیز اگر کوئی بہن گنڈیریوں کا مربا بنانے کی ترکیب جانتی ہوں۔ تو تہذیب میں تحریر فرما کر تمام بہنوں کو مستفید ہونے کا موقع دیں۔ خاکسار
گ۔ ن کپور تھلہ

اطلاع۔ جو بہنیں اس سال تہذیب کی فہرست تیار کر رہی ہیں۔ وہ اپنی اپنی فہرست ۴ دسمبر کا پرچہ پہنچنے کے بعد فوراً دفتر تہذیب کے پتے پر روانہ کر دیں۔ جن بہن کی فہرست سب سے عمدہ مرتب مکمل ہوگی۔ اور وقت پر پہنچے گی۔ وہ چھاپی جائے گی۔ مضامین کا شمار بھی فہرست کے ہمراہ آنا چاہیئے۔

جو بہنیں سال آئندہ کے لئے تہذیب میں کسی مفید اصلاح کے مشورے دینے چاہیں۔ وہ ان ایام میں دیں۔ تاکہ شروع سال آئندہ سے اس پر عمل درآمد ہو سکے۔ مشورے کے لئے اخبار کے ایک کالم سے زیادہ جگہ نہ لی جائے۔ منیجر

مکرم و معظم جناب منیجر صاحب تسلیم۔ مجھے ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے۔ جو بلا استانی انگریزی سکھانے والی ہو۔ جیسی کہ ۱۹۲۳ء میں تہذیب نسواں میں چھپی تھی۔ اس کا پتہ بابو عبدالغنی آرڈر سپلائر نمبر ۳ شیخ پورا اسٹریٹ لودھیانہ پنجاب تھا اور قیمت ایک روپیہ تین آنے تھی۔ کیا اب بھی وہ کتاب مل سکتی ہے؟ اگر کہیں ملتی ہو۔ تو کوئی تہذیبی بہن اس کا پتہ اور قیمت تحریر فرمائیں میں نہایت مشکور ہوں گی۔ راقمہ قمر النساء

یہ مضامین درج اخبار کئے جائیں گے:۔

ہماری معاشرت	حسن
کونسل اور عورتیں	مسز صمد
غلط فہمی	۔
انجمن تہذیب نسواں	خدیجۃ الکبریٰ
حامدہ بیگم صاحبہ کو جواب	مسز شفیع احمد
مشورہ	حامدہ بیگم

یہ مضامین درج نہ ہوں گے:۔
شرافت مجسم ۔ وعدہ فراموش ۔ اسلامی عہد حکومت میں تعلیم نسواں

خبریں اور نوٹ

لندن ۱۸ نومبر۔ ڈیلی نیوز کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے۔ کہ حکومت ترکی نے محفوظ فوج کے بیس دستوں کو فوراً بھرتی ہو جانے کا حکم دیا ہے۔ اخبار کی رائے ہے۔ کہ ترکی کو کسی ہنگامی خطرے کا خوف ہے۔

غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے حسین جاہد بک کو معافی دے دی ہے۔ آپ اخبار طنین کے اڈیٹر ہیں۔ اور پچھلے دنوں مصطفےٰ کمال کے خلاف سازش میں حصہ لینے کے جرم میں جلاوطن کئے گئے تھے۔ اب ایام جلاوطنی وسط اناطولیہ میں گزارنے کے بعد قسطنطنیہ واپس آ گئے ہیں۔

ایک اخبار کے نامہ نگار نے اسمد کے مقام پر توفیق رشدی بے سے ملاقات کی۔ آپ نے کہا۔ کہ میں اپنی اور موسیو چیمبرلن کی ملاقات کے متعلق شائع شدہ اعلان سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ البتہ فی الحال ایشیاء کی لیگ اقوام بنانے کا کوئی سوال درپیش نہیں۔ اس قسم کا خیال محض ایک خواب ہے۔ آپ نے کہا۔ کہ مرزا عبداللہ خاں تمرتاش سفیر ایران انگورا اس لئے آرہے ہیں۔ کہ اس اعزازی شمشیر کی بابت مصطفےٰ کمال کا شکریہ ادا کریں۔ جو انہوں نے شاہ ایران رضا خاں کو بھیجی تھی۔

ترکی مملکت کے حدود میں ترکی کا جدید دیوانی قانون نافذ کر دیا گیا۔ یہ قانون سیاسی۔ تمدنی۔ اور اقتصادی معاملات سے لے کر ادنیٰ حالات پر حاوی ہے۔ اس میں تعدد ازدواج۔ شادی بیاہ۔ ورثہ و ترکہ اور دوسرے تمام معاملات کی دفعات موجود ہیں۔ اس قانون کا اناطولیہ کے کسانوں پر بہت گہرا اثر پڑا ہے۔ کیونکہ اقتصادی اسباب کی بنا پر یہ لوگ تعدد ازدواج کے پابند ہیں۔ اناطولی کسان کی ایک بیوی ریوڑ کی رکھوالی کرتی ہے۔ دوسری کھیت میں کام کرتی ہے۔ تیسری اس کے گھر کا کام کاج کرتی ہے۔ اور جاڑے کے موسم میں سب کی سب مل کر قالینیں بنتی ہیں۔ اور یہی باتیں اس کی آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ اب قانون مذکور کی رو سے اسے صرف ایک بیوی رکھنی پڑے گی۔ اور باقی عورتوں کو ان کے کام کی مزدوری دینی ہوگی۔

سلطان ابن سعود کے تیرہ لڑکے ہیں۔ شہزادہ فیصل جو سیاحت انگلستان کے لئے بھیجے گئے تھے۔ شاہ حجاز کے دوسرے صاحبزادہ اور مکہ کے گورنر ہیں۔

سلطان مراکش مولائی یوسف کے دو شہزادوں اور ایک شہزادی کی شادیاں ہونے والی ہیں۔ خوب جشن منائے جا رہے ہیں۔ اور دعوتیں ہو رہی ہیں۔

شاہ فواد نے ایک قابل قدر تقریر کے بعد مصری پارلیمنٹ کا افتتاح کیا۔ تقریر کے دوران میں فرمایا۔ کہ مصر و انگلستان کے تعلقات نہایت دوستانہ ہیں۔ اور باہمی اعتماد روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اس موقع پر زاغلول پاشا نے جو از سر نو پارلیمنٹ کے

صدر منتخب ہوئے ہیں۔ خدا سے دعاء کی۔ کہ وہ پارلیمنٹ کو ملک کے دستور پر چلنے۔ اس کی حفاظت کرنے اور ملک کو سازشوں سے بچانے کی توفیق دے۔ جس وقت شاہ مصر سوار ہو کر پارلیمنٹ کی طرف جا رہے تھے۔ طلباء نے بادشاہ کو سلام کیا۔ اور زاغلول پاشا کی حمایت میں نعرے بلند کئے۔

محمد عمر خاں جو افغانی فوج کے کمانڈر ہیں۔ نئے افغانی سفیر کے ساتھ ماسکو پہنچے ہیں۔ تاکہ حکومت افغانستان کی طرف سے سوویٹ روس کے فوجی نظام کا معائنہ کریں۔

دارالعوام میں مسٹر ڈے کے سوال پر ارل ونٹرٹن نائب وزیر ہند نے کہا۔ کہ حال ہی میں حکومت ہند اور نظام حیدر آباد کے درمیان جن اصلاحی اور انتظامی معاملات کے متعلق خط و کتابت ہوئی تھی وہ ابھی زیر غور ہیں۔ اور میں فی الحال اس خط و کتابت کے نتائج بیان کرنے کے قابل نہیں۔ آپ نے مسٹر ڈے کے اس بیان کی تردید کی۔ کہ حکومت ہند نے حضور نظام کو کسی قسم کا الٹی میٹم بھیجا تھا۔

دارالعوام میں مسٹر کنگسلے وڈ نے خیراتی مصارف کا تخمینہ پیش کر کے کہا۔ کہ بیس لاکھ اشخاص میں خیرات تقسیم کی جا رہی ہے۔ اور کان کنوں کے بچوں کو اس وقت سے بہتر خوراک ملتی ہے۔ جب ان کے باپ کام کر رہے تھے۔ اس پر مزدور پارٹی کے نمایندوں نے شور مچایا۔ اور کہا۔ کہ یہ جھوٹ اور بہتان ہے۔ مسٹر وڈ نے کہا۔ کہ یہ مصارف اسی لاکھ پونڈ سے ڈیڑھ کروڑ پونڈ تک بڑھ گئے ہیں۔

لندن کا تار۔ ایک برمی خاتون مس مایا می بیرسٹر بن گئیں۔

ادبیات کا نوبل پرائز" بابت ۱۹۲۵ء مسٹر جارج برنرڈ شا کو ملا ہے۔ آپ انگلستان کے مشہور انشاء پرداز اور ڈراما نویس ہیں۔ اور آئرلینڈ کے رہنے والے ہیں۔ یہ انعام ۱۹۲۴ء میں ایک آئرش شاعر اور انشاء پرداز مسٹر ییٹس کو ملا تھا۔ آئرلینڈ کے لئے یہ امر باعث فخر ہے۔ کہ اس کے دو مایہ ناز فرزندوں نے یکے بعد دیگرے نوبل پرائز حاصل کیا۔

تقریباً پانچ ماہ کی کشمکش کے بعد انگلستان کے کان کنوں کی ہڑتال ختم ہونے والی ہے۔ یہ ہڑتال اجرتوں کی شرح میں کمی اور کام کے وقت میں زیادتی کی بنا پر شروع ہوئی تھی۔ کان کنوں کے مالک ابھی اپنی ہٹ پر قایم ہیں۔ لیکن مزدور طویل بے کاری سے تنگ آ کر اس شرط پر کام کرنے کے لئے راضی ہو گئے ہیں۔ کہ آیندہ کانوں کے مالک اور مزدوروں کے درمیان جو جھگڑے ہوں گے۔ وہ ایک قومی عدالت کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ اور عدالت جو فیصلہ کرے گی۔ اس پر ہر دو فریق کو کاربند ہونا پڑے گا۔

ایک برطانی جہاز شنگھائی سے ہانگ کانگ جا رہا تھا۔ کہ اس پر چینی ڈاکوؤں نے جو مسافروں کے بھیس میں تھے۔ قبضہ جمانا چاہا۔ جہاز کے افسروں نے ڈٹ کے مقابلہ کیا۔ ایک افسر زخمی ہو گیا۔ اس پر ڈاکو جہاز کو آگ لگا کر اور کشتیوں میں سوار ہو کے

چل دئے ۔ اور یورپین مسافروں کو ساتھ لے گئے ۔ جن میں دو عورتیں بھی ہیں ۔ بعد میں ایک دوسرے برطانی تباہ کن جہاز نے دس ڈاکوؤں کو گرفتار کر لیا ۔

ڈاکٹر رابندرا ناتھ ٹیگور صوفیہ پایہ تخت بلغاریہ میں پہنچے ۔ تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا ۔ ان کی گاڑی میں پھولوں کے ڈھیر کے ڈھیر جمع ہو گئے ۔ اور لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے گاڑی بمشکل ہوٹل تک پہنچ سکی ۔

برطانی دفتر جنگ لندن میں شہری آبادی کے لئے تہہ خانے بنانے کی طرف توجہ کر رہا ہے ۔ تاکہ آیندہ موقع آنے پر لوگ ہوائی حملوں سے محفوظ رہ سکیں ۔ جنرل پوسٹ آفس کی سرنگ میں چند سپاہیوں کو داخل کیا گیا ۔ اور سائنس دان ان کی حرکات کا معائنہ کرتے رہے ۔ جب انھوں نے ہوا کی قلت کی محسوس کی ۔ تو ایک نالی کے ذریعے انھیں تازہ ہوا پہنچائی گئی ۔

سر رچرڈ پیکنٹ نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے ۔ جو انسان کی طرح باتیں کر سکتا ہے ۔ اس آلے کا منہ بالکل انسان کے منہ کی طرح ہے ۔ جس میں ایک نلکی لگی ہوئی ہے ۔ سر رچرڈ نے ایجبٹ اسٹریٹ لندن میں لوگوں کے سامنے اس کا تجربہ کیا جسے حاضرین نے بہت حیرت و استعجاب سے دیکھا ۔ سر رچرڈ نے پہلے اپنی انگلیوں سے اس آلے کے حلق ۔ زبان اور تالو کو درست کیا ۔ پھر اس سے آواز نکلی " آہا ! لندن تم موجود ہو " علاوہ ازیں کئی اور سوالات بھی کئے گئے ۔

کینیڈا ۔ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے وزرائے اعظم اور ہندوستان اور جنوبی افریقہ کے نمایندوں نے بیڈ فورڈ شائر کے مقام کارنگٹن میں ہوائی مرکز کا معائنہ کیا ۔ یہاں ایک بہت بڑا ہوائی جہاز " آر ۱۰۱ " تیار ہو رہا ہے ۔ جس کے بنانے کی ترکیب خفیہ رکھی گئی ہے ۔ اور تصویر لینے تک کی اجازت نہیں ۔ کہتے ہیں ۔ کہ اس ہوائی جہاز پر سو مسافر سوار ہو سکیں گے ۔ اور دس ٹن سامان لادا جا سکے گا ۔ اس میں کھانے بیٹھنے اور سونے کے کمرے ہوں گے ۔ عرشہ اور بجلی کے تختے بھی لگائے جائیں گے ۔

انگلستان میں ایک بچے کو سال بھر میں کسی مدرسے میں تعلیم دینے پر ۱۱ پونڈ ۔ ۱۲ شلنگ ۱۱ پنس صرف آتے ہیں ۔ اور ان میں سے ۸ پونڈ ۴ شلنگ ۲ پنس استاد کو ملتے ہیں ۔

فلسطین میں یہودی عورتوں کے لئے مساوی حقوق حاصل کرنے والی ایک انجمن ہے ۔ اور اس کی شاخیں سات بڑے شہروں میں قایم ہیں ۔ اس کے ممبروں کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے ۔ ۱۹۲۵ء میں ۲۸ عورتیں فلسطین نیشنل اسمبلی کی ممبر منتخب ہوئی تھیں ۔ جن میں سے ۱۴ عورتیں انجمن مذکور کی طرف سے بھیجی گئی تھیں ۔

پچھلے دنوں لندن کی انجمن باغبانی نے پھولوں اور پودوں کی نمائش منعقد کی تھی ۔ اس میں ایک عجیب پودا دکھایا گیا ۔ اس کی سبز ٹہنیاں جلانے

پر موم بتی کی طرح جلتی تھیں۔ اور ان میں ایک خاص قسم کا رس بھرا تھا۔ جو تیل کی طرح جلتا تھا۔

اگست ۱۹۲۶ء میں لندن میں انڈین سول سروس کا جو امتحان ہوا تھا۔ اس میں کل چالیس طلباء کامیاب ہوئے۔ جن میں سے ۲۹ انگریز ہیں۔ اور گیارہ ہندوستانی۔ ان گیارہ میں صرف دو مسلمان کامیاب ہوئے ہیں۔

آکسفورڈ یونیورسٹی نے سول لا کی اعزازی ڈگریاں جنوبی افریقہ۔ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے وزرائے اعظم کو دی ہیں۔

ارل ونٹرٹن نائب وزیر ہند دسمبر میں غیر سرکاری طور پر ہندوستان کی سیاحت کے لئے آئیں گے۔ چونکہ آپ پرائیویٹ طور پر تشریف لا رہے ہیں۔ اس لئے نہ کسی وفد کو باریاب کریں گے۔ نہ کوئی اڈریس قبول فرمائیں گے۔

مدراس کونسل کے انتخاب میں غیر مسلم حلقوں کے نتائج امتحان سے معلوم ہوا۔ کہ کملا دیوی جو آزاد خیال جماعت کی طرف سے کونسل کی امیدوار تھیں۔ انہیں کانگریسی امیدوار مسٹر کے آر ناتھ نے شکست دی۔ کملا دیوی کو ۱۶۴۴ ووٹ ملے۔ اور مسٹر کے آر ناتھ کو ۴۹۷۶ ووٹ حاصل ہوئے۔

بنگال کے انتخابات میں دو کانگریسی امیدوار بابو سندر چندر مترا اور سیٹھ امور لیا چند ردت کا خوب مقابلہ ہوا۔ ۱۳۳۴۰۰ رائے دہندوں میں سے ۴۰ فی صدی [illegible] فرقہ کی ایک جماعت نے بھی حق رائے دہندگی سے فائدہ اٹھایا۔

بنگال کونسل کے لئے کلکتہ کے دو مسلم حلقوں کی طرف سے سر عبدالرحیم رہنمائے مسلم پارٹی۔ اور مسٹر ایچ ایس سہروردی نائب صدر میونسپلٹی کلکتہ انتخاب میں کامیاب ہوئے۔

شہر بمبئی کے مسلم حلقے کی طرف سے اسمبلی کے لئے تین امیدواروں کا مقابلہ تھا۔ مسٹر جناح آزاد خیال جماعت کی طرف سے مسٹر حسین بھائی لال جی سوراجی جماعت کی طرف سے اور مسٹر صالح بھائی غیر جماعتی تھے۔ چونکہ مسٹر جناح کے منتخب ہو جانے کی توقع تھی اس لئے دوران مقابلہ میں دونوں امیدوار مسٹر جناح کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ اور مسٹر جناح بلا مقابلہ کامیاب ہوئے۔ مسز سروجنی نائیڈو مسٹر جناح کی حمایت میں کام کرتی رہیں۔

حکومت پنجاب کا اعلان ہے۔ کہ راولپنڈی میں گرونانک کی پیدائش کے دن سکھوں کا جلوس امن سے گزر گیا۔ البتہ جامع مسجد کے پاس چند مکانات سے پتھر برسے۔ جن سے کسی کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ پتھر پھینکنے کے الزام میں ۲۵ آدمی گرفتار کئے گئے ہیں۔ ۱۹ نومبر سے دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے ماتحت احکام جاری کر دئے گئے ہیں۔ کہ کسی جگہ چار سے زیادہ آدمی جمع نہ ہوں۔ اور شہر میں کوئی لاٹھی لے کر نہ نکلے۔

مشہور پہلوان زبسکو لاہور پہنچ گیا ہے۔ اس کے ساتھ ایک امریکن پہلوان مسٹر فرینک جڈسن بھی آیا ہے

ہندوستان میں سب سے پہلا زنانہ ہفتہ وار اخبار

تہذیب النسواں

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ مرحومہ نے
لڑکیوں کے فائدے کے لئے ۱۸۹۸ء میں جاری کیا
چندہ سالانہ مع محصول ڈاک صہ پیشگی

نمبر ۵۱	لاہور۔ ہفتہ۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۶ء	جلد ۲۹

تہذیب نسواں

لاہور۔ ہفتہ۔ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۴۵ھ

فہرست مضامین

دستکاری	ریڈ اے	۸۳۷
سادہ معاشرت	فاطمہ بیگم	۸۳۹
میٹریٹے کی دو لڑکیاں	رضویہ خاتون	۸۴۱
تعلیم نسواں	سیدہ فضیلت	۸۴۳
یورپ کی زن پرستی	ہاشم	۸۴۵
حسن انتخاب	محمود الحسن	۸۴۸
محفل تہذیب	متفرق	۸۵۰

بھارت سپوت

یعنی

مہاتما گاندھی کی سوانحعمری

ہندوستان کے بہ فرزند رشید مہاتما گاندھی چالیس سال سے مادر وطن کی خاطر ہولناک مصائب اور روح فرسا تکالیف کا مردانہ وار مقابلہ کر رہے ہیں۔ یہی ہیں جنہوں نے جنوبی افریقہ کی پیشانی سے غلامی کی مہر سیاہ مٹا ڈالی۔ یہی ہیں جن کی ایک آواز پر رولٹ ایکٹ کے خلاف اظہار ناراضی کرنے کے لئے پشاور سے راس کماری تک اور برما سے لے کر کاٹھیاواڑ تک ایک پورے دن کے لئے تمام کاروبار بند ہو گئے۔ اور ایک ہندو مسلمان بھی ایسا نہ ہوا۔ جو ان کے حکم سے ذرا بھی سرتابی کر سکے۔ وہ خدا کے برگزیدہ پرستان ہیں۔ اور ہندو مسلمان کے اعلیٰ اتفاق کے علمبردار۔ ان کے حالات زندگی پڑھو جو نہایت موثر پیرائے میں تفصیل سے درج کئے گئے ہیں۔ شروع میں مہاتما گاندھی اور ان کی بیوی کی تصویر بھی ہے۔ قیمت ۱۲ر

پتہ:۔ تہذیب نسواں۔ لاہور۔ پنجاب

ضرورت ہے

اُردو گرلز اسکول چنیوٹ کے لئے تین ٹرینڈ معلمہ کی ضرورت ہے۔ جو پانچویں جماعت تک بخوبی تعلیم دے سکتی ہوں۔ درخواستہائے مع نقول اسناد بہت جلد مندرجہ ذیل پتے پر بھیجدی جائیں۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔

چودھری محمد امین

سکرٹری میونسپل کمیٹی چنیوٹ

ضرورت

میونسپل بورڈ اُردو گرلز اسکول فاضلکا کے لئے ایک ٹرینڈ جے وی تجربہ کار مسلمان اُستانی کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۳۵ ماہوار تک حسب لیاقت دی جاسکتی ہے۔ ماسوا تنخواہ کے پروویڈنٹ فنڈ کا چندہ کمیٹی سے بشرح چھ روپے چار آنے فی صدی تنخواہ پر جمع ہوتا رہے گا۔ درخواستیں ۱۵ جنوری ۱۹۲۷ء تک ذیل کے پتے پر آنی چاہئیں۔ **خلیل الرحمن صاحب**

سکرٹری میونسپل کمیٹی فاضلکا

دستکاری

کے شوق کو ترقی دیں

بمبئی کی ایک کمپنی ایوانس فریزر اینڈ کو Evans Fraser & Co. نے ایک کمپٹیشن (مقابلہ) مقرر کیا ہے جس کی میعاد ۱۵ جون ۱۹۲۷ء سے ۳۰ جون ۱۹۲۷ء تک ہے، کمپٹیشن کے لئے حسب ذیل انعامی درجات مقرر کئے گئے ہیں:-

۱- کروشیا ورک - پہلا انعام مبلغ تیس روپے
" " دوسرا انعام مبلغ بیس روپے

۲- کراس اسٹیچ ورک پہلا انعام مبلغ تیس روپے
" " دوسرا انعام مبلغ بیس روپے

۳- سلک امبرائڈری ورک پہلا انعام مبلغ پچاس روپے
" " دوسرا انعام مبلغ تیس روپے

۴- ڈران تھریڈ ورک پہلا انعام مبلغ پچاس روپے
" " دوسرا انعام مبلغ تیس روپے
" " تیسرا انعام مبلغ بیس روپے

۵- نیٹڈ آرٹیکلس پہلا انعام مبلغ تیس روپے
" " دوسرا انعام مبلغ بیس روپے

۶- کاٹن امبرائڈری پہلا انعام مبلغ تیس روپے
" " دوسرا انعام مبلغ بیس روپے

۷- اسٹینسیلنگ پہلا انعام مبلغ تیس روپے
" دوسرا انعام مبلغ بیس روپے

۸- پین پینٹنگ پہلا انعام مبلغ تیس روپے
" " دوسرا انعام مبلغ بیس روپے

۹- دی آئڈیل ہینڈ امبرائڈری مشین ورک
پہلا انعام مبلغ تیس روپے
دوسرا انعام مبلغ بیس روپے

۱۰- بچوں کے لئے انعامات
پہلا انعام مبلغ تیس روپے
دوسرا انعام مبلغ بیس روپے
پانچ انعام دس دس روپے کے

جملہ انعامات کی کل رقم چھ سو پچاس روپے ہوتی ہے، تو درجات مندرجہ بالا میں سے دو یا تین یا دونوں ہی میں اپنی پسند کے موافق شریک ہو سکتے ہیں۔ کوئی فیس داخلہ مقرر نہیں۔ اور نہ کسی منتخب شدہ چیز کے بنانے کی ضرورت ہے، مندرجہ بالا کاموں میں سے جو چیز کوئی بی بی بنانا چاہیں۔ اپنی مرضی کے موافق بنا کر کمپنی مذکور کو کمپٹیشن (مقابلہ) کے لئے بھیج سکتی ہیں۔

اسکول کی لڑکیاں جن کی عمر ۱۲ سال یا اس کے اندر ہو کسی قسم کی دستکاری سے جو وہ جانتی ہوں کوئی چیز بنا کر اپنی اسکول کی پرنسپل سے عمر کی صداقت کروا کے سرٹیفکٹ کے ساتھ کمپنی مذکور کو ارسال کر سکتی ہیں۔

انعامات حاصل کرنے والی بہنوں کے نام جولائی ۱۹۲۷ء کے پہلے ہفتہ میں شائع ہو جائیں گے۔ اور ۳۱ جولائی تک رقم بذریعہ منی آرڈر مل جائے گی۔

یہ تو صرف بمبئی کی ایک کمپنی کا ذکر ہے۔ ایسے ہی بہت سی کمپنیاں اور رسائل دستکاری انگریزی

آئے سال دستکاری کے شوق کو ترقی دینے کے لئے کمپٹیشن مقرر کیا کرتے ہیں + میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے۔ کہ بعض زنانہ رسائل کے اڈیٹران جو دستکاری کے عنوان پر انعامات مقرر کرتے ہیں۔ وہ بجائے ماہ بماہ انعام دینے کے سال میں ایک یا دو دفعہ کمپٹیشن (مقابلہ) کیا کریں۔ اور جس قدر درجات رکھنا چاہیں رکھیں۔ جیسا کہ انگریزی رسالوں کا قاعدہ ہے + اس سے نہ صرف بہنوں کو اپنا خوب صورت نفیس کام تیار کرنے کے لئے کافی مہلت ملے گی۔ بلکہ معزز اڈیٹر صاحبان کو زیادہ مقدار میں انعام دینے کا موقع بھی ملے گا +

زنانہ دستکاری ایک نہایت توجہ طلب امر ہے۔ اس سے حد سے زیادہ تغافل و تساہل برتا جاتا ہے + دستکاریاں بہت اقسام کی ہیں۔ اور بعض نادار بہنوں کے لئے کسب معاش کا ذریعہ ہیں۔ اور صاحب مقدور کے لئے باعث دلچسپی ہیں + پھر جو دستکاریاں گھروں کی سجاوٹ۔ لباس کی زیبائش۔ فرصت کے وقت کا مشغلہ ہیں۔ ان کی بھی کئی اقسام ہیں جن کے بیان کے لئے بہت وقت چاہئے۔ میں یہاں مختصراً ایک کام آرٹ نیڈل ورک Art needle work کا کچھ بیان کرتی ہوں +

اسکولوں کی تعلیم۔ سوسائٹی کی صحبتوں اور میم صاحبوں سے میل ملاپ کے اثر سے ہمارے چند طبقوں میں کروشیا ورک۔ نیڈل ورک اور فینسی ورک وغیرہ رواج پا گئے ہیں۔ اور ان کاموں کے جاننے والیوں کو فخریہ انگریزی کام جاننے والی کہا جاتا ہے + ملکی دستکاری چکن۔ کارچوب۔ کامدانی زردوزی۔ گوٹا کناری وغیرہ سے بھی اکثر بہنیں واقف ہیں۔ مگر محنتی کام ہیں۔ اس لئے ان سے جی چراتی ہیں + بعض کا خیال ہے۔ کہ یہ کام تو غریب غربا کے پیٹ پالنے کے ہیں۔ ہمیں اس دیدہ ریزی کی کیا ضرورت؟ اگر کسی کو آتا ہے۔ تو کہتی ہیں۔ ہاں آتا ہے۔ مگر کوئی چیز تیار نہیں کی +

ولایت کی کمپنیوں کے ماہوار رسائل جن کا مقصد صرف دستکاری ہے۔ کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔ ان میں ایک سے ایک اعلیٰ ترکیب مع تصاویر اور ضروری اشیاء کے ملنے کی جگہ اور ان کی قیمتوں کی تفصیل ہوتی ہے + ہر ایک رسالہ دستکاری کے ایک ایک فن کے لئے مخصوص ہے۔ اور بعض جملہ اقسام کے لئے ہیں + بچوں کے رسائل میں آسان دستکاریاں مع نمونہ شائع ہوتی ہیں۔ جو صرف تصویر کے دیکھنے ہی سے سمجھ میں آجاتی ہیں +

افسوس کا مقام ہے۔ کہ اردو میں اب تک کوئی ایسا آسان رسالہ نہیں نکلا + آج کل جو دو چار زنانہ رسالہ نکلتے ہیں۔ انہیں بہنیں صرف نٹنگ کی ترکیبوں سے بھر دیتی ہیں + مگر انگریزی دستکاری کو چھوڑ کر ملکی دستکاری کارچوب۔ چکن اور کپڑے کی قطع برید وغیرہ بھی بعض بہنیں جانتی ہیں۔ لیکن ان کی مہارت نہیں + صفائی کے ساتھ کوئی کام وقت

میں تیار نہیں کر سکتی ہیں۔ صرف برائے نام جاننے والوں میں شمار ہے۔ اور جو جانتی ہیں۔ اور یہ کام ان کا ذریعہ معاش ہے۔ وہ بوجہ لاعلمی ان کی ترکیبات لکھ نہیں سکتی ہیں۔ اگر تعلیم یافتہ بہنیں جن کو شوق ہے سیکھنا چاہیں۔ تو پہلے ان کی مرضی کے موافق خرچ برداشت کریں۔ دوم اس پر بھی اخلاقی بخیلی کی وجہ سے ٹھیک طرح بتانے میں عذر رہتا ہے۔

یہ ہے سب سے بڑی وجہ۔ کہ ہندوستانی خواتین کی زیادہ تعداد دستکاری سے تہی دست کیوں ہے۔ اور جب عورتوں کا یہ حال ہو۔ تو بھلا مرد جن کو ان سے تعلق نہیں کیسے اس امر میں رہنا بن کر ہماری رہنمائی کر سکتے ہیں؟ میرا خیال اور ذاتی رائے ہے کہ زنانہ رسائل کی اڈیٹر صاحبان جنہوں نے مستقل عنوان دستکاری کے لئے مقرر کر رکھا ہے ہمیشہ ایک قسم کی دستکاری پر مضمون نہ شائع کیا کریں بلکہ وہ بہنوں سے دریافت کیا کریں۔ کہ وہ کیا کیا کام جانتی ہیں۔ پھر ان سے ایک نئی چیز کی ترکیب طلب کیجئے۔ اگر وہ بھیج سکیں۔ تو درج کریں۔ ورنہ انگریزی کتابوں سے ترجمہ کرائیں۔ یا ماہرین فنون سے نئی نئی ترکیبات قیمتاً حاصل کر کے رسالوں میں شائع کرائیں۔ اور دستکاری کی ضرورت پر بھی مختصر مضمون کبھی کبھی دیا کریں۔ نیز اس امر پر کہ ہندوستان کے کونسے حصے میں کون سے کام کا زیادہ رواج ہے۔ اور کس کی قدر۔ ہر صوبے اور شہر کی تعلیم یافتہ شائقین بہنیں کسی چیز کی ترکیب بھیں۔ تو نہ سہی۔ دستکاری کے حالات و معلومات کا مضمون ہی لکھ بھیج کر اس شوق کو ترقی دے سکتی ہیں۔

انگریزی داں بہنیں انگریزی رسائل جن کا چندہ باوجود جملہ صفات کے تین روپے سالانہ تک ہے منگوا کر نہ صرف مکانوں کی سجاوٹ اور لباسوں کی زینت بڑھا سکتی ہیں۔ بلکہ ان میں سے مختلف کاموں کو شائع کرا کے تمام ہندوستان کی خواتین کو بے انتہا فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ اور اس بڑی بھاری کمی کو پورا کر سکتی ہیں۔ مکرمی جناب مولوی صاحب قبلہ آنے والے سال میں اپنے اخبار گھر بار میں دستکاری کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اور مندرجہ بالا ناچیز تجاویز کو شرف قبولیت بخشیں۔ تو نہ صرف خاکسار مضمون نگار کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ بلکہ خریداران "تہذیب" جن کا حلقہ دیگر رسائل کے خریداروں سے بہت وسیع ہے۔ اس نئے اضافہ سے فیض یاب ہوں گی۔ اور میں بھی اپنی ناچیز خدمات پیش کر سکوں گی۔

قدر دان تہذیب ز ۔ بلا ۔ ا ۔ ے

سادہ معاشرت

یہ ایک ایسا مفید و کار آمد موضوع ہے۔ کہ اس پر جتنا کچھ بھی لکھا جائے وہ کم ہے۔ سادہ زندگی کی خوبیاں اور فوائد اتنے ہیں۔ جن کا ایک چھوٹی سی تحریر میں لانا امکان سے باہر ہے۔

مذہب اسلام نے جس معاشرت کی ہدایت کی ہے۔ وہ سراسر سادگی پر مبنی ہے۔ اور خود آنحضرت صلعم کی پاک زندگی عملی سادگی کا نمونہ تھی۔ آپ چٹائی پر بیٹھتے اور سوتے اور صحابہ کو خواہ وہ کیسے ہی ادنیٰ پیشہ والے اور غریب کیوں نہ ہوتے اپنے برابر بٹھاتے۔ جو کی روکھی سوکھی روٹی سرکہ یا شہد سے کھا کر پیٹ بھر لیتے۔ بعض دفعہ کئی کئی وقت کے فاقے گزر جاتے۔ لباس میں دو یا تین جوڑوں سے زیادہ پاس نہ ہوتے تھے۔ اپنی بکریوں کا دودھ خود دوھ لیتے۔ اور پھٹے ہوئے جوتے کو خود سی کر درست کر لینے میں عار نہ سمجھتے تھے۔ اگر آپ کے ساتھی کوئی کام مثلاً کھانا پکانے کپڑے دھونے وغیرہ کے متفرق کاموں میں مشغول ہوتے۔ تو آپ بھی اپنے ساتھیوں کے کام میں برابر کا حصہ لیتے۔ اور کبھی اپنے ساتھیوں سے نمایاں بننے کی خواہش نہ کرتے۔

یہی حال امہات المومنات کا تھا۔ بی بی خدیجہؓ کی حیثیت کا اندازہ کیجئے کیسی امیر کبیر خاتون تھیں۔ آپ اپنے پیارے شوہر کے لئے دوپہر کی تپتی ہوئی دھوپ میں کھانا پانی لے کر بذات خود غار حرا پر جاتیں۔ اور خود اپنے ہاتھوں کھلا پلا کر واپس آتیں۔ حالانکہ آپ کے پاس متعدد کنیزیں موجود رہتی تھیں۔ اسلامی تعلیم کی وجہ سے آپ موٹا اور سادہ لباس پہننے کی عادی ہو گئیں۔

حضرت عائشہؓ ایک رئیس کی لاڈلی بیٹی ہونے کے باوجود اپنا کھانا آپ پکاتیں اور اپنا لباس آپ دھوتی تھیں۔ اور ایسا ہی ساری امہات المومنات کا حال تھا۔ بی بی فاطمہ زہراؓ کا گھرانہ تو سادگی میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا۔ حضرت فاطمہ گھر کے کام کاج۔ کھانا پکانے کپڑے سینے کے علاوہ گھر کے خرچ کے لئے آٹا بھی خود ہی پیستی تھیں۔ اور ان کے شوہر باہر کے معمولی کاموں کے علاوہ پانی کی مشک بھی خود ہی اٹھا لاتے تھے۔ ایسے ہی خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کی زندگیاں بھی نہایت سادہ تھیں۔ حضرت عمرؓ جب فتح بیت المقدس کے وقت صلح کرنے جا رہے تھے۔ تو آپ کے پاس سواری کا صرف ایک اونٹ تھا۔ جس پر آپ اور آپ کا غلام باری باری سے سوار ہوتے تھے۔ جب آپ سوار ہوتے۔ تو آپ کا غلام مہار تھامتا۔ اور غلام سوار ہوتا۔ تو آپ تھامتے۔ حضرت ابوعبیدہؓ سپہ سالار اسلام ہونے کے باوجود آپ کے خیمے میں آپ کا اسباب صرف ایک پانی کی ٹھلیا۔ اور چند سوکھی روٹیاں۔ اور ایک جانماز تھی۔ ایسے ہی جتنے مشہور زمانہ اشخاص گزرے ہیں۔ سب کی زندگیاں نہایت سادہ گزری ہیں۔

افسوس آج کل کے جنٹلمین اور لیڈیز سادہ زندگی کے نام سے بھی واقف نہیں ہیں۔ جس کی وجہ صرف یہ ہے کہ بزرگان سلف کے کارناموں سے ہم بالکل ناواقف بن گئے ہیں۔ سادہ زندگی یہ ہے۔ کہ اعتدال سے تجاوز نہ کریں۔ اور کھانے اور لباس میں بناوٹی نمائش اور تکلف کو چھوڑ کر غذا و لباس کے مقاصد اصلی کو مد نظر رکھیں۔ اگر آپ ایسا کریں۔ تو کتنے اسراف اور بے اعتدالیوں سے بچاؤ ہو جائے گا۔

اسی طرح اپنی اخلاقی و تمدنی خیالات میں ریاکاری کو چھوڑیں۔ اور ہر ایک سے خواہ دوست ہوں یا دشمن صاف گوئی و سادہ دلی سے پیش آئیں ۔ اپنی تعریف خوشامد اور غیروں کی برائی نہ کریں ۔ اگر دوسروں میں کچھ عیب یا نقص نظر آئے ۔ تو سچے دل اور ہمدردانہ لہجے سے ان کو ان کی غلطی پر توجہ دلائیں ۔ اگر ہماری ذات میں کچھ عیب ہوں ۔ اور ہمارے دوست یا دشمن ہمیں اس کے متعلق آگاہ کریں ۔ تو ہمیں چاہئے ۔ کہ ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں ۔ اور اپنی کوتاہیوں کو پہچانیں اپنے امیر و غریب دوست آشناؤں میں بالکل فرق نہ سمجھیں ۔ اپنے سے کم حیثیت والوں کی طرز معاشرت غذا و لباس وغیرہ سے نفرت نہ کریں ۔ اگر بفضل خدا دولت مند یا صاحب حیثیت ہوں ۔ اور غریبوں پر حاکم ہوں ۔ تو محکوم پر رحم کریں ۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر ۔ خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

غرض ہمیں چاہئے ۔ کہ اپنے بزرگان سلف کی پوری پیروی کریں ۔ اور حتی الوسع سادہ زندگی بسر کرنے کی کوشش کریں ۔ اگر خدا نے ہمیں صاحب حیثیت کیا ہے ۔ تو اپنے کم حیثیت عزیز و اقارب سے متنفر نہ ہوں ۔ اگر خدا نے ہمیں علم سے فیض یاب کیا ہے ۔ تو اپنے بے علم دوستوں اور ملنے جلنے والوں کو بھی اپنی معلومات سے بہرہ مند کرتے رہیں ۔ اگر ہم اپنے کسی غریب میزبان کے ہاں مہمان ہوں ۔ تو اپنے یہاں کی طرز معاشرت کے مقابلے میں ان کی معاشرت پر نہ ہنسیں ۔

ہمیں چاہئے ۔ کہ ہمیشہ ہر بات میں صفائی کا خیال مد نظر رکھیں ۔ صفائی سے ہر ایک سادہ سے سادہ چیز خواہ وہ کیسی ہی معمولی کیوں نہ ہو ۔ نہایت پسندیدہ بن جاتی ہے ۔ مگر جس چیز میں صفائی و سادگی نہ ہو ۔ دل پسند نہیں ہوتی ۔ اکثر آدمی گفتگو بھی سادی طرح سے نہیں کرتے ۔ باتیں بنا بنا کر الفاظ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر گفتگو کرتے ہیں ۔ جس سے بات کرنے میں ایک قسم کا چھچھورا پن پایا جاتا ہے ۔ ایسا بالکل نہ چاہئے ۔ بلکہ تحریر و تقریر میں سادہ الفاظ استعمال کرنے چاہئیں ۔ سادہ بیان کا جو اثر سامعین پر ہوتا ہے ۔ وہ بناوٹی تحریر و تقریر میں نہیں ہوتا ۔

راقمہ ۔ فاطمہ بیگم بنگلور

بھیڑئیے کی پالی ہوئی دو لڑکیاں

بچپن میں مُرلفی کی کہانی پڑھی تھی ۔ کہ کس طرح ایک آدم زاد کو بھیڑیا اٹھا لے گیا ۔ اور اسے پرورش کیا ۔ پھر انگریزی قصے کہانیوں کی کتابوں میں اسی قسم کے اَور دل خوش کن واقعات دیکھے ۔ مگر انہیں کبھی اس سے زیادہ وقعت نہ دی جتنی چڑیا چڑے کی کہانی کو دی جاتی ہے ۔ لیکن حال ہی میں ایک پادری صاحب نے جو بشپ کالج کلکتہ میں پروفیسر ہیں ۔ اخبار اسٹیٹسمین Statesman کلکتہ میں ایک عجیب و غریب حکایت شائع کرائی ہے ۔ وہ لکھتے ہیں ۔

پادری جے ایل سنگھ صاحب کسی زمانے میں

بشپ کالج کلکتہ کے طالب علم تھے۔ اب انہوں نے اور ان کی بی بی صاحبہ نے مدنا پور مغربی بنگال میں ایک یتیم خانہ کھول رکھا ہے۔ میں نے آخر اگست میں اس یتیم خانہ کا معائنہ کیا۔ مسٹر سنگھ نے کہا۔ کہ ایک مرتبہ وہ اندرون ضلع دور افتادہ مواضعات کا دورہ کر رہے تھے۔ گاؤں کے لوگوں نے ان سے کہا۔ کہ وہاں ایک خاص جگہ ہے۔ جہاں بھوت رہتے ہیں۔ اور ان کے خوف سے کوئی آدمی اُدھر سے ہو کر نہیں گزرتا۔ اور اکثر اشخاص نے ان بھوتوں کو بچشم خود بھٹ میں گھستے دیکھا ہے۔ مسٹر سنگھ کی خواہش پر گاؤں کے لوگوں نے انہیں وہ بھٹ دکھایا۔ لیکن وہاں کچھ نظر نہ آیا۔ تب ان کے حکم سے ۱۶ آدمی اس بھٹ کو کھودنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد دو بھیڑیئے بھٹ سے نکل کر بھاگے۔ اور ان کے پیچھے ایک بھیڑن بھٹ کے منہ پر آکر غرانے لگی۔ اور وہاں سے نہ ہٹی۔ مجبوراً اسے گولی سے مار دیا گیا۔ اس کے بعد بھٹ کو اور کھودا گیا۔ تو اس میں بھیڑئے کے دو چھوٹے چھوٹے بچے اور دو آدم زاد بچیاں جن میں ایک کی عمر تقریباً دو سال اور دوسری کی اندازاً آٹھ سال ہوگی نکلے۔ یہ بچیاں بہت ڈراونی تھیں۔ وہ چاروں ہاتھ پیر سے نہایت تیزی سے بھاگیں۔ اور غرانے کی سی آواز نکالی۔ اور جھاڑی میں گھس گئیں۔ جہاں گھیر کر انہیں پکڑ لیا۔ جس طرح جانور زمین پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ بچیاں بھی زمین پر ہاتھ مارتی تھیں۔ جس کی وجہ سے ان کے ناخن گھس کر ہلالی شکل کے ہوگئے تھے۔

مغربی بنگال کے اس نواح میں جہاں بدمعاش لوگ اپنی اولاد کو عام نظروں سے چھپانا چاہتے ہیں۔ بچوں اور علی الخصوص لڑکیوں کو جنگل میں ڈال دینا کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ ایسا خیال ہوتا ہے۔ کہ بھیڑن کو ایک ایسا ہی کوئی پڑا ہوا بچہ مل گیا۔ اور وہ اسے اپنے بھٹ میں لے آئی۔ اور چھ سال بعد پھر اسے ایک ایسا ہی بچہ دوبارہ ملا۔ وہ اسے بھی اٹھا لائی۔ ممکن ہے۔ کہ اُسے اپنے بچوں کی پرورش کرنے میں جو سالہا سال تک بچے رہیں۔ اور جو جلد نشو و نما پا کر علیحدہ نہ ہو جائیں مزہ آیا ہو۔ دونوں لڑکیاں بنگالی معلوم ہوتی ہیں۔ اور ممکن ہے بنگالی نہ ہوں۔

مسٹر سنگھ ان لڑکیوں کو دیہاتیوں کے سپرد کر کے اور یہ کہہ کر۔ کہ دورے سے واپسی پر ہم انہیں لیتے جائیں گے۔ چلے گئے۔ گاؤں والوں نے انہیں حفاظت سے رکھا۔ اور ان کے کھانے کے لئے غذا دور سے ڈال دیتے تھے۔ لیکن وہ لڑکیاں بجز گوشت کے کسی چیز کو چھوتی بھی نہ تھیں۔ جب مسٹر سنگھ دورے سے واپس آئے۔ تو یہ لڑکیاں نیم مردہ اور بہت کمزور ہو چکی تھیں۔ اور کچھ بھاگ دوڑ نہ کر سکتی تھیں۔ مسٹر سنگھ انہیں مدنا پور لائے۔ جہاں ان کی بی بی نے بہت توجہ سے ان کا رکھ رکھاؤ اور دیکھ بھال کی۔ مگر چھوٹی لڑکی فوت ہوگئی جس کی

موت پر بڑی لڑکی نے چند آنسو بہائے۔ اور صرف یہی ایک علامت جذبات انسانی کی اس نے ظاہر کی ۔ بڑی لڑکی بچ گئی ہے ۔ اس کا قد درمیانہ ہے اور سوائے اس کے کہ وہ جانوروں کی طرح بیٹھتی ہے۔ اور گھنٹوں کچھ نہیں کرتی۔ اور کوئی خاص بات اس کے متعلق نہیں ہے ۔ اس کا چہرہ بہت بھیانک ہے جس پر وحشت برستی ہے لیکن اب اسے بنگالی کے تیس لفظ یاد ہوگئے ہیں۔ اور جب وہ بنگالی میں سلام کرتی ہے۔ تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آجاتی ہے ۔

بہت دن تک وہ کپڑے نہیں پہن سکتی تھی ۔ شروع شروع میں کسی قدر مضبوط کپڑے جنہیں وہ پھاڑ نہ سکتی تھی۔ اس کے بدن پر سی دئے جاتے تھے ۔ رفتہ رفتہ اسے کپڑوں کی عادت ہوگئی ۔ نہانے سے وہ بہت ڈرتی تھی ۔ بہت دنوں تک وہ رکابی میں منہ ڈال کر کھاتی تھی۔ لیکن اب اسے ہاتھ سے کھانا کھانا سکھا دیا گیا ہے ۔ اس کا جی اور بچوں کے ساتھ کھیلنے یا کھلونوں میں نہیں لگتا ۔ پہلے پہل جب اسے گڑیا دی گئی۔ تو اس نے اسے چبا ڈالا ۔ دوسرے بچے اسے ستاتے رہتے تھے۔ لیکن وہ ایسا کرنے والوں کو کاٹتی اور نوچتی تھی۔ جس کے ڈر سے انہوں نے ستانا چھوڑ دیا ۔ جس طرح بچے ڈرتے ہیں۔ وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتی ہے۔ اور اندھیرے میں رہنا پسند کرتی ہے ۔ اس کی سماعت و بصارت غیر معمولی تیز ہیں۔ لیکن چھونے کی قوت بہت کمزور ہے۔ اور حافظہ تو بہت ہی کمزور ہے ۔ اس کا نام کلامہ رکھا گیا ہے۔ وہ اپنا نام اچھی طرح ادا کرتی ہے ۔

مسٹر سنگھ کہتے ہیں۔ کہ وہ تیزی سے ترقی کر رہی ہے ۔ جب تک چھوٹی لڑکی زندہ تھی۔ وہ بلیوں کی طرح تلے اوپر سوتی تھیں ۔ اب کلامہ نہیں غراتی ہے۔ اور صرف وہی الفاظ بولتی ہے۔ جو اس نے سیکھ لئے ہیں ۔ وہ جانوروں کو بہت پیار کرتی ہے۔ اور ان کے پیچھے پھرا کرتی ہے ۔ ایک دن جنگلی کتا گھر میں گھس آیا۔ یتیم خانے کے سب بچے خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے۔ لیکن وہ اس کے پاس جا کر اسے پیار کرنے لگی ۔

رضویہ خاتون

تعلیم نسواں

آج کل ہمارے اخبار میں تعلیم نسواں کا سوال درپیش ہے۔ لیکن یہ سوال۔ کہ تعلیم ضروری ہے یا نہیں۔ بالکل فضول بحث ہے ۔ ہاں سوال غور طلب اگر ہے۔ تو یہ ہے۔ کہ تحریک تعلیم خاطر خواہ ہے یا نہیں ۔ میرے خیال میں جہاں مرد حصول معاش کی خاطر مروجہ تعلیم کے لئے مجبور ہو کر قیود مذہب سے آزاد ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کے مقابلے میں عورتوں کو اسلام کے زریں اصول کا عملی نمونہ بن کر آیندہ نسلوں کو بتائید ایزدی اخلاق

حسنہ کا وہ نمونہ دکھانا چاہئے۔ کہ دَورِ مہدی کا نظارہ
آنکھوں میں پھر جائے۔ اور نونہالانِ قوم کے پاس
وہ نورِ دیانت و حیا ہو۔ جو بے دینی کی ظلمت کو پامال
کر دے۔

سب سے مشکل سوال یہ ہے۔ کہ اسلام کی
سچی تعلیم تو طالبانِ حق کے لئے موجود ہے۔ مگر
معلم کہاں سے آئیں؟

یہی سوال نہایت ضروری ہے مگر جس زمانے
میں سچی بہی خواہ یعنی اپنی اولاد کے لئے سچی دیانت
حیا و قربانی و مروت کا عملی نمونہ دکھانے والی ماں
کا نظر آنا مشکل ہے۔ تو پرائی جائیوں کے لئے نفس
کُش اُستانیاں کہاں سے ملیں گی؟

محترمہ حامدہ بیگم یا ایسی ہی کوئی اَور بہن اس
مبارک فکر میں ہیں۔ تو وہ ضرور کمر ہمت باندھیں۔
غیر حکومت و روش زمانے کو دیکھتے ہوئے نصاب
کی فکر میں اتنی پریشان نہ ہوں۔ خدا کے بھروسے
پر درسگاہ کھول دیں۔ اور جو بھی سند یافتہ اُستانیاں
مل جائیں۔ انہیں غنیمت جان کر خود اپنی نگرانی میں
کام شروع کر دیں۔ نصاب دینیات تو اپنے اختیار
میں ہے۔ اور صاحب دل بہنیں متبرک تعلیم و تربیت
کا بیڑا خود اُٹھائیں۔ اور قولاً اور فعلاً تربیت کئے
جائیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اہل و نااہل سے
سابقہ ہو گا۔ حاسد و نکتہ چین شیطنت سے درپئے
آزار ہوں گے۔ مگر استقلال سے سب مشکلات
کا حل ممکن ہے۔ لازم ہے۔ کہ اس نیک کام کا بیڑا
اُٹھانے والی بہنیں حکومت کے لئے نہیں محکومیت
کے لئے۔ عزت کے لئے نہیں راہ خدا میں ذلت
کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ خادمات کے لئے تمام
نفسانی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ ایک گھر کی
خادمہ اپنی نفسانی خواہشوں کے ماتحت عزت
نہیں پا سکتی۔ تو خادمہ قوم جب تک حق کے لئے
وقف نہ ہو جائے۔ خود گم کردہ راہ ہے۔ دوسرے
کو کیا رہبری کرے گی؟

صاحب دل بہنوں کی حوصلہ افزائی کے لئے
میں اپنی درسگاہ کا کچھ مختصر حال بیان کرتی ہوں۔
ہم نے بھی ایک اسکول کھولا ہے۔ جو ابھی ڈیڑھ
سال کا بچہ ہے۔ مگر سالانہ معائنہ میں انسپکٹرس صاحبہ
نے شہر کے تمام اسکولوں میں سے ہمارے اسکول
کی علمی و انتظامی ترقی کی تعریف کی ہے۔ علاوہ اس
کے دینیات میں قرآن مجید کے مقررہ نصاب میں
ہر جماعت ہوشیار ہونے کے ساتھ دوسری جماعت
کی لڑکیوں کو کلمات طیبہ و نماز زبانی یاد ہے۔ اور
تیسری جماعت میں با ترجمہ قرآن حمید کے پارۂ
تیس کی چھوٹی چھوٹی سورتیں حفظ ہیں۔ پہلی جماعت
ہی میں کھانے پینے اُٹھنے بیٹھنے۔ سونے جاگنے
کے آداب سکھائے جاتے ہیں۔ اور مسلم و غیر مسلم میں
فرق۔ ان کے امتیازی نشان و ارکان اسلام
وغیرہ زبانی ہی انہیں سمجھائے جاتے ہیں۔ جن کے
جواب امتحان میں چھوٹی چھوٹی لڑکیوں نے بڑی
ہوشیاری سے دئے۔ ہم میں نیک تحریک کرنے

والے کون اور بد کرنے والے کون ہیں۔ اور نیک و بد سے مطلع کرنے والی ہر آن ہمارے ساتھ کون طاقت ہے؟ وہ کیا نیکیاں ہیں جن سے ہم خدا کے فضل سے عزت حاصل کر سکتے ہیں۔ اور وہ کون سی بدیاں ہیں۔ جو ہمیں قعر مذلت میں گراتی ہیں وغیرہ وغیرہ سوالات کے جواب نہایت اطمینان بخش دیتی ہیں۔ یاد رہے۔ کہ گو یہ ہدایات نصاب تعلیم ہیں۔ اور اُستانیوں کو وقت مقررہ پر سمجھانی ہوتی ہیں مگر عملہ بالا کا فرض ہے۔ کہ پہلے اُستانیوں کی مذہبی تعلیم و تربیت کا بیڑا اُٹھائیں۔ تعلیم یافتہ اُستانیاں اپنی روشن دماغی سے جلد معلومات حاصل کر لیں گی۔ اور طالبات کو بتدریج پہنچائیں گی۔

میں نے مہینے میں ایک دن عام مستورات کے جلسے کا رکھا ہے۔ اور اسکول میں جب کبھی موقع ملے۔ مذکورۂ بالا تعلیم و اخلاق کے علاوہ حقوق اللہ و حقوق عباد کے مختلف پہلوؤں پر بتائید ایزدی بیان کرتی ہوں جس سے علاوہ طالبات کے اُستانیوں کو آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور کیوں نہ ہو۔ اُستانیاں بھی وہ ہیں جنہوں نے پورا سال آنریری طور پر بلا کسی معاوضے کے اسکول کی خدمت کی ہے۔ اللہ انہیں جزائے خیر اور اصلاح مزید کی توفیق دے۔ یہ خدا کا فضل خاص ہے۔ کہ ہمیں ایسی نیک اُستانیاں ایک وقت خاص تک مفت کام کرنے والی مل گئیں۔ اور چند غریب مستورات کے چندوں میں خدا تعالیٰ نے اخراجات اسکول کے لئے برکت دی۔ بزرگان قوم کی دعائیں اور ایک بزرگ روشن دین کی معاونت۔ تائید ایزدی و رحمت خداوندی بن کر اسکول کے شامل حال ہوئی۔ اسکول میں ایک سَو کے قریب لڑکیاں تعلیم پا رہی ہیں۔ اور چار اُستانیاں ہیں۔ جماعتیں امسال نمبر ۵ سے پاس ہو گئیں۔ اسی طرح انشاء اللہ آیندہ ترقی ہوتی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے اسکول کو حسب دل خواہ ترقی دے۔ اور میرا یہ مضمون اہل دل بہنوں کی معاونت کرنے کے لئے بحضور الٰہی مبارک ہو۔ آمین! یا الٰہی میری مسلم بہنوں کے دل میں تعلیم اسلام کی وقعت دے۔ ہماری ہستی و حیات خدمت دین کے لئے کر۔ ہم حق کے لئے جئیں اور حق کے لئے مریں۔ یا الٰہی ہمارا قائم بالخیر شرعی پردہ ہماری حیا و خلوص کا محافظ ہو۔ اسی مبارک پردے میں ہمیں وہ توفیق علم و عمل دے جن کی برکات تیرے حدود شکنوں کو شرمندہ کر دیں۔ آمین

بندہ فضیلت سیالکوٹ

یورپ کی زن پرستی

حقوق نسواں! حقوق نسواں!! حقوق نسواں!!!

فضائے عالم میں ہر طرف یہ صدائیں گونج رہی ہیں قوم قوم کی خواتین انہیں حقوق کے حاصل کرنے میں سرگرداں نظر آ رہی ہیں۔ ہماری قوم میں بھی یہ جذبہ مفقود نہیں۔ مگر اتنا شکر ہے۔ کہ صرف انہیں حقوق کی پاسبانی کی کوشش کی جاتی ہے جو جائز ہیں۔ مگر

ڈرتا ہوں۔ کہ کہیں یہ چنگاری بڑھتے بڑھتے شعلہ نہ ہو جائے۔

یورپ میں تو ایک ہنگامہ مچا ہے۔ ایک شور برپا ہے۔ صنف نازک نے تو وہ زور دکھایا ہے کہ معاذ اللہ۔ انگلستان کی پارلیمنٹ میں مرد بیچارے چیختے چیختے پریشان ہو جائیں۔ مگر کوئی شنوائی نہیں "کون سنتا ہے فغان درویش"۔ ہاں اگر وہی قانون کوئی لیڈی صاحبہ پیش کریں۔ تو بغیر اختلاف کئے پاس نہ ہو۔ تو میرا ذمہ۔ یہی حال ہر مسئلہ میں ہے۔

چند مہینے ہوئے پانیر میں ایک قصہ نظر سے گذرا۔ انگلستان میں کسی مجسٹریٹ کے سامنے ایک قضیہ پیش ہوا۔ معاملہ یہ تھا کہ ایک صاحب کی بیوی کسی بات پر ناراض ہو کر خود اپنے شیر خوار بچے کو چھوڑ کر کہیں چل دیں۔ مصیبت کے مارے نے عدالت سے بیوی بلوانے کی استدعا کی۔ مجسٹریٹ مسکرایا۔ اور کہنے لگا۔ کہ "اے میاں مجھے تم سے بہت ہمدردی ہے۔ مگر ملک کے قوانین سے مجبور ہوں۔ ابھی اگر تم کہیں چلے جاتے۔ تو تمہاری بیوی صاحبہ تمہیں بلوا سکتی تھیں۔ مگر تمہیں اتنا حق نہیں کہ تم انہیں طلب کر سکو"۔ ایک نہیں ایسے سیکڑوں قصے ملیں گے۔

پانیر کے خاص کالموں میں ایک صاحبہ کا مضمون دیکھنے میں آیا۔ آپ فرماتی ہیں۔ کہ عورتیں شادی کر کے مردوں پر بڑا احسان کرتی ہیں۔ انہیں اس رشتہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ آرام سے اپنے گھروں میں بیٹھتی ہیں۔ زندگی کی بہار دیکھتی ہیں۔ شادی سے بے چاریاں دنیا کے جھنجھٹوں میں پڑتی اور عالم کے بکھیڑوں میں گرفتار ہوتی ہیں۔ مرد بیمار ہے۔ تو وہ فکر مند ہیں۔ مرد پریشان ہے۔ تو وہ دردمند ہیں۔ بچوں کی خدمت۔ شوہر کی حکومت۔ گھر کا خیال۔ خانہ داری کے معاملات۔ آئے دن کی خلش۔ روز روز کا رونا سب شادی ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ شادی کر کے ایک عظیم الشان قربانی کرتی ہیں۔

عرصہ نہیں گزرا ابھی حال کا قصہ ہے۔ سر ایلن کوبھم اپنی شاندار پرواز کو پورا کر کے انگلستان واپس آئے۔ واقعی بڑا کارنامہ ہے۔ انگلستان سے ہوائی جہاز میں آسٹریلیا جانا اور واپس آنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اور پھر مانسون کے زمانے میں تو اور بھی آفت ہے۔ آپ کی مراجعت پر سر کا خطاب ملا۔ پارٹیاں ایٹ ہوم غرض بڑے بڑے جشن ہوئے۔ مگر جو عزت لیڈی کوبھم کو ہوئی۔ کسی کو نہ ہوئی۔ پارٹیوں میں مبارک باد آپ ہی کو دی گئی۔ ایٹ ہوم میں ہیرے اور سونے کے ہار آپ ہی کی نذر کئے گئے۔ مبارک باد کے تار اور خط سب آپ ہی کے پاس آئے۔ جتنے انگریزی اخبار ہیں۔ سب آپ ہی کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اور تعریف کاہے کی؟ آپ کی مستقل مزاجی کی۔ کہ آپ نے اپنے شوہر کو ایسے خوفناک کام کرنے کی کس دل سے اجازت دی۔ ایک دفعہ آپ سر ایلن کی طرف اشارہ کر کے فرمانے لگیں "بس مجھے اس قسم کے شوہر پسند ہیں"۔ اپنی

بیوی کی زبان سے یہ الفاظ سن کر سر ایلن چاہے جتنا اُچھلے کودے ہوں۔ مگر ہم تو اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے ۔

گرجا میں پہلے عورتیں قسم کھا کر کہتی تھیں۔ کہ ہم شوہر کی فرمانبرداری کریں گے۔ مگر یہ لفظ دل میں کھٹک رہا تھا۔ ارشاد ہوا۔ کہ "فرمانبرداری" کے بجائے "خدمت" کا لفظ رکھ دیا جائے۔ چنانچہ وہی ہوا۔ ایک جرمن پروفیسر صاحب فرمانے لگے۔ کہ عورتیں قدرتی طور پر ذہین۔ تیز طبع۔ عقلمند اور محنتی واقع ہوتی ہیں۔ اور اگر انہیں کامل آزادی ملے۔ تو وہ مردوں سے کہیں زیادہ ترقی کر سکتی ہیں۔ پانیر میں چھپا تھا۔ کہ انگلستان کے لائبریرین نے ایک مضمون لکھتے ہوئے بہت شکایت کی۔ کہ پڑھنے والے لائبریری کی اچھی اچھی تصویریں نکال لے جاتے ہیں۔ مگر بعد میں لکھ دیا۔ کہ یہ کام مرد ہی کا ہو سکتا ہے۔ عورتیں ہرگز ایسے فعل قبیح کی مرتکب نہیں ہو سکتیں ۔

رفتہ رفتہ اب یہ حالت ہوئی۔ کہ یورپ کے مرد سمجھنے لگے۔ کہ واقعی ہم عورتوں سے ذلیل سمجھے جانے لگے ہیں۔ ایک مس صاحبہ نے بڑا احسان کیا۔ تو فرمایا۔ کہ "مرد اتنے ذلیل نہیں جتنا کہ وہ سمجھے جاتے ہیں بلکہ وہ رتبے میں عورتوں کے برابر ہیں"۔ خود یورپ والے اب یہ کہتے ہیں۔ کہ حقوق نسواں دینے سے ہمارا یہ مطلب نہ تھا۔ کہ ہمارے حقوق پامال کئے جائیں ۔

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ۔

ہائے وہ بھی تو حقوق تھے۔ جو آج سے تیرہ سَو برس پہلے ریگستان عرب میں خدا کے سچے رسولؐ نے سکھلائے تھے ۔ اسلام نے جتنے حقوق عورتوں کو دئے۔ ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں۔ کہ دنیا کے کسی مذہب نے اتنے نہیں دئے ۔ بے شک ہمارے ہندوستان کے مسلمانوں نے عورتوں کے بہتیرے حقوق بھلا دئے ہیں۔ ضرورت ہے اور یقیناً ضرورت ہے۔ کہ ان کی بازپرس کی جائے ۔ علم حاصل کرنے میں انہیں پوری آزادی ملنا چاہئے۔ نہ اسکول جانے میں کوئی قید ہو۔ نہ مکتب میں پڑھنے میں کوئی رکاوٹ ۔ سوشل اور پولیٹکل معاملات میں انہیں کافی حق ملنا چاہئے۔ انہیں چہاردیواری کی قید سے رہا کرنا چاہئے ۔ نسوانی جلسے اور پارٹیوں میں انہیں جانے کی بلا روک اجازت ملنا چاہئے ۔ اخبار اور رسالوں میں انہیں اپنی اظہار رائے کا پورا موقع ملنا چاہئے۔ ان کی دقیانوسی رسوم کو جو صحت و تندرستی یا ترقی میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کرتی ہوں۔ بالکل توڑ ڈالنا چاہئے۔ سب کچھ ہو۔ مگر یورپ کی تقلید نہ ہو۔ اور وہ اہر کہیں ہندوستان میں نہ دوڑ جائے ۔

ہاشم ہتوتنوی۔ از لکھنؤ

منیجر۔ مضمون کا سب سے اخیر حصہ نہایت توجہ کے قابل ہے ۔

حُسنِ انتخاب

میں نے جب اپنی بیوی کو پہلی بار دیکھا۔ اس وقت اس کی عمر تیرہ سال کی تھی۔ اور میرا سن تقریباً اکیس سال تھا۔ وہ توپ خانے کے ایک معمولی سارجنٹ کی بیٹی تھی۔ اور میں پیادہ فوج میں سارجنٹ میجر کے عہدہ پر ہوتا تھا۔ مجھے ایک گھنٹے کے قریب اس کے ساتھ ایک کمرے میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا۔ ہمارے ساتھ کچھ لوگ اور بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی اس پہلی ہی ملاقات میں یہ فیصلہ کر لیا کہ یہ لڑکی میری شریک حیات بنے گی۔ شکل و صورت کے اعتبار سے وہ ایک حسین لڑکی تھی۔ اور حسن و جمال کو میں بھی عورتوں میں ایک ضروری وصف خیال کرتا ہوں لیکن ایک بات جو میں نے اس کے خصائل میں نمایاں طور پر محسوس کی۔ وہ اس کی غیر معمولی سنجیدگی و متانت تھی اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اس کے سنجیدہ اطوار نے میری ازدواجی زندگی کو خیر و برکت کا مجموعہ بنائے رکھا۔

خیر میں جس وقت کا ذکر کر رہا ہوں۔ وہ سردی کا انتہائی سخت موسم تھا۔ زمین پر برف جمی ہوئی تھی۔ اس موسم میں بھی میرا معمول تھا۔ کہ صبح سویرے ہی اپنے تحریری مشغلوں سے فارغ ہو کر چہل قدمی کرنے کے لئے میں اس پہاڑی پر چلا جاتا تھا۔ جس کے دامن میں ہماری فوج متعین تھی۔

لیکن ایک روز مجھے اپنے اس معمول کو اس لئے ترک کرنا پڑا۔ کہ اس صبح کو اپنے ایک دوست کے یہاں میں ناشتے پر مدعو تھا۔ ہماری فوج کے دو افسر بھی میرے ساتھ مدعو تھے۔ ہم لوگ وہاں جاتے ہوئے اس لڑکی کے مکان کے قریب سے ہو کر گزرے۔ ابھی بہت سویرا تھا۔ صبح کی روشنی بھی پورے طور پر نمودار نہیں ہوئی تھی۔ کہر چھا رہا تھا۔ ہم نے دیکھا۔ وہ لڑکی اپنے مکان سے باہر آگئی اور پانی کے گھڑے صاف کر رہی تھی۔ میں نے اس سے کسی قدر دور جا کر اپنے دوستوں سے کہا۔ "دیکھئے یہ لڑکی میرے لئے ہے"۔

اس واقعہ کو ایک عرصہ گزر گیا۔ حالات میں بہت سی تبدیلیاں ہو گئیں۔ میرے دونوں دوست ایک طویل زمانے کے بعد مجھے ملے۔ تو ان کو تجسس تھا۔ کہ آیا وہی لڑکی میری زندگی میں میری رفاقت کر رہی ہے۔ میرے دوستوں کو کس قدر حیرت ہوگی۔ جب میں نے چند طویل القامت شکیل نوجوانوں کو دکھا کر کہا۔ "دیکھئے۔ یہ اسی خوب صورت چھوٹی لڑکی کے فرزند ہیں۔ جن کو آپ نے مدت ہوئی ایک مرتبہ صبح کے وقت پانی کے برتن صاف کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

میں نے اس کو اول مرتبہ دیکھتے ہی اس سے شادی کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ اور اس ارادہ کی کامیابی پر مجھے اس قدر یقین تھا۔ گویا میں نے اپنی قسمت کے نوشتے کو پڑھ لیا ہے۔ اس کے والدین

کی رضامندی کے ساتھ ہی ہماری شادی ہوگئی لیکن جلد ہی ہماری پلٹن کو ایک دوسرے مقام پر جانا پڑا۔ اور توپ خانہ ایک اَور جگہ منتقل ہوگیا ❖

میں اپنی فوجی ملازمت کے باعث اس کو اپنے ساتھ نہ رکھ سکتا تھا۔ اس لئے میں نے اسے وہیں چھوڑا۔ اور ایک سو پچاس گِنیاں اس کے حوالے کیں۔ اور کہدیا۔ کہ تم ایک آرام دہ مکان لے کر راحت و آسائش کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اس اثناء میں میں برابر کوشش کرتا رہا۔ کہ فوج کی ملازمت سے دست بردار ہو جاؤں ❖

دو سال بعد جب میں اپنے دوست نشتر جرالڈ کی کوشش سے اس ملازمت سے سبکدوش ہوا۔ اور اپنی محبوب بیوی کے پاس پہنچا۔ تو میں نے اس کو ایک خدمت گار کی حیثیت میں پایا ❖ وہ ایک کپتان کے ہاں ۵ پونڈ سالانہ پر ملازم تھی۔ اور نہایت معمولی طریقے سے زندگی بسر کر رہی تھی ❖ میرے پہنچنے پر اس نے اپنی مخصوص دل آویز سنجیدگی کے ساتھ وہ میری دی ہوئی رقم میرے حوالے کر دی۔ اس میں سے اس نیک بخت نے ایک پائی بھی خرچ نہیں کی تھی ❖ ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس وقت کس قسم کے جذبات میرے دل میں موجزن ہوئے ہوں گے ❖

میں چاہتا ہوں۔ کہ ہر نوجوان خاتون جو میرا مضمون پڑھ رہی ہو۔ اس مثال سے سبق لے۔ اور اندازہ کرے۔ کہ اس موقع پر مجھے اپنی عزیزہ بیوی کی رفاقت۔ ہمدردی۔ خلوص اور محبت۔ کفایت شعاری۔ حسن انتظام۔ صبر و برداشت ان تمام خوبیوں کو دیکھ کر کتنی رفعت میرے دل میں پیدا ہوئی ہوگی

ان سب خوبیوں کا ثبوت اس نے اس ایثار سے پورے طور پر دیدیا تھا ❖ اس کی محبت میرے دل میں جوش زن تھی۔ اور میں اپنے حسن انتخاب پر اپنے آپ کو مبارکباد دے رہا تھا ❖

مجھے یقین ہوگیا تھا۔ کہ حسن صورت کے ساتھ وہ حسن سیرت سے بھی آراستہ ہے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ اس ملک کی نوجوان خواتین ایسا نہیں کر سکتیں بلکہ میں تو ان سے یہ بھی توقع رکھوں گا۔ کہ وہ بھی ایسے ہی ایثار کا ثبوت دیں گی۔ لیکن اس کو نظر انداز نہ کیجئے۔ کہ میری بیوی نے کن حالات میں یہ ایثار کیا؟ ایک نوعمر اور ناتجربہ کار لڑکی ایسے مقام میں زندگی بسر کر رہی تھی۔ جہاں ہزاروں نوجوان مرد اور عورتیں زرق برق لباسوں میں مختلف قسم کی تفریحات کے ساتھ نہایت بے فکری سے وقت گزاری کر رہے تھے ❖ یہ کس قدر قابل قدر بات ہے۔ کہ وہ کم سن لڑکی ایک معقول رقم کو محفوظ کئے ہوئے اپنی معاش کے لئے خود محنت و مشقت کرتی رہی۔ اس کو لباس۔ مکان اور تمام جسمانی راحتوں اور نمائشی باتوں کی قطعی پروا نہ تھی۔ اور اس محبتہ ایثار کی عمر اس وقت تیرہ اور چودہ سال کے درمیان تھی ❖

میں تو پھر یہی کہوں گا۔ کہ اس کی ذات میں

طبقۂ نسواں کے لئے ایک درخشاں مثال موجود ہے اور ہر تعلیم یافتہ خاتون کو جن تک یہ مضمون پہنچے۔ اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ (ماخوذ)

یہ مضمون ایک یورپین مصنف لکھ رہا ہے۔ مغربی زندگی اس کے پیش نظر ہے۔ اور وہ عورتیں اس کی مخاطب ہیں جنہوں نے زیب وزینت اور حسن وجمال کی نمائش کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے رکھا ہے۔ اور جہاں کے لوگوں میں عیش پرستی اور خود غرضی پورے طور پر سرایت کئے ہوئے ہے۔

ہماری خواتین بحمداللہ اب بھی ایسی بہت سی اخلاقی خوبیوں کی مالک ہیں۔ ہر مشرقی خاتون کی زندگی کم وبیش اسی قسم کے ایثار اور بےنفسی کی مثال سے لبریز ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے لئے مضمون نگار کی بیوی کی مثال بہت زیادہ تعجب خیز نہیں ہے۔

لیکن میں اس کے مضمون کو اس لئے اردو کے جامہ میں پیش کر رہا ہوں۔ کہ ہماری ان تعلیمات یافتہ بہنوں کو جو ناواقفیت کے باعث مغربی زندگی کی ظاہری نظر فریب حالت سے دھوکہ کھا رہی ہوں۔ اس سے یہ اندازہ ہو جائے۔ کہ اہل نظر یورپ میں بھی آج ان ہی صفات کو عورتوں میں بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ جو مشرقی خواتین کے مایۂ ناز اوصاف میں داخل ہیں۔ اور ان کی قدر ومنزلت کرتے ہیں۔

محمود الحسن صدیقی

محفل تہذیب

مکرمی جناب منیجر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

شملہ سے میری لکھی ہوئی دوا اب تہذیب میں شائع ہوئی۔ اس کے متعلق ایک بہن نے گوند پر اعتراض اور استفسار کیا ہے۔ جس طرح ان کو بالوں میں گوند کے استعمال پر حیرت ہوئی۔ مجھے ان کی حیرت پر تعجب ہوا۔ گوند تو آنولوں میں عموماً سب (دلی والے تو ضرور) بالوں کے چکٹ جانے اور گرنے کی حالت میں استعمال کرتے ہیں۔ ان روزمرہ کے استعمال کی چیزوں کا اندازہ ہی ہوا کرتا ہے۔ کوئی برونت کانٹے سے تو نہیں تولتا۔ خیر ان کے اطمینان کو لکھتی ہوں۔ کہ تقریباً نصف چھٹانک آنولے لیکر رات کو تھوڑے پانی میں بھگو دیں۔ صبح کو ان کو سل پر باریک کر لیں۔ پیستے میں گوند ببول تین ماشہ بھی ساتھ پیس لیں۔ آنولوں سے جو کسی کے بال گرنے لگتے ہیں۔ اس سے ایسا نہیں ہوتا۔ نیز بال بجائے رسیاں سی بٹی جانے کے بالکل نکھر جاتے ہیں۔ ایک اور چیز بھی بالوں کے لئے مجھے کسی نے بتلائی ہے۔ میں خود استعمال کر رہی ہوں۔ فائدہ ہو رہا ہے۔ تسلی بخش نتیجہ ظاہر ہونے پر اعلان کروں گی۔ پہلے اپنا سر ہی تختہ مشق بنانا ٹھیک ہے کسی کو خدانہ کرے ضرر نہ پہنچے۔ تو الٹا الزام کون لے۔ تہذیب میں نسخہ دینا۔ تو اچھا خاصا درد سر مول لینا ہے۔ خاکسار بیگم محمد علی خاں

مخدوم و مکرم جناب مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ ۔ تہذیب ۲۰ نومبر میں رومال تیار کرنے کی مشین کے متعلق استفسار کیا ہے۔ میرے ایک دوست کے پاس رومال سینے کی مشین ہے۔ اور مجھے اس کے دیکھنے کا اکثر موقع ملتا ہے۔ ایک صاحب نے یہ مشین خریدی تھی۔ مگر سرمایہ نہ ہونے سے ایک روز بھی کام میں نہیں لائی گئی۔ جیسی خریدی گئی تھی۔ ویسی ہی رکھی ہوئی ہے۔ رومال اس سے مثل ولایتی کے سلتے ہیں۔ یعنی چاروں طرف سے موڑ کر بخیہ کیا جاتا ہے۔ سوئی کی دو قسم کی رفتار ہے۔ ایک تو موڑے ہوئے کنارے کے قریب سوراخ کرنا۔ دوسرے لہریہ دار بخیہ کرنا۔ اس کی قیمت نقد خریدنے کی چارسو چوراسی روپیہ ہے۔ اقساط پر خریدی جائے۔ تو تقریباً ساڑھے چھ سو روپے کو ملے گی۔ سنگر کمپنی کی ہے۔ جن صاحب کے پاس یہ مشین ہے۔ وہ آج کل کہیں باہر گئے ہوئے ہیں۔ اس لئے معلوم نہیں ہوسکا۔ کہ کس قیمت پر دینا چاہتے ہیں۔ عنقریب وہ صاحب واپس آجائیں گے۔ تو ان سے مطلع کرکے اطلاع دی جاسکتی ہے۔ یا میں ان کو براہ راست خط و کتابت کرنے کے لئے کہدوں گا۔ اگر آپ خریدنے والے صاحب کو مطلع فرمائیں۔ تو اچھا ہوگا۔ میرے خیال میں یہ کسی قدر کفایت سے مل جائے گی۔ امید ہے۔ کہ جواب علیحدہ یا بذریعہ تہذیب ارسال فرمایا جائے گا۔ خاکسار محمد ظہور الدین۔ نمبر ۷، ۱۸

نام پلی حیدر آباد۔ دکن

شیخ فضل کریم صاحب اسسٹنٹ انجینیر بہشتی سب ڈویژن تقریباً چار ماہ علیل رہ کر ۹ دسمبر آٹھ بجے رات اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو سدھار۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہم کو مرحوم کے ضعیف والد ماجد شیخ غلام حیدر صاحب رئیس گجرات اور ان کے بڑے بھائی شیخ عبدالکریم صاحب بی اے لائلپور اور جملہ ارکان خاندان کے ساتھ دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

---

۴ دسمبر کے تہذیب میں محترمہ ہمشیرہ عزیز الدین احمد قریشی صاحبہ نے لکھا ہے۔ کہ ان کے پاس ایک ہینڈ ایمبرائڈری مشین ہے۔ جو وہ تین روپے میں فروخت کرنا چاہتی ہیں۔ میں اس مشین کو خریدنا چاہتی ہوں۔ لہذا بہن موصوفہ کو بذریعہ تہذیب (ان ہی کے ارشاد کے مطابق) اطلاع دیتی ہوں۔ کہ اگر اب تک وہ مشین ان کے پاس موجود ہے۔ تو براہ کرم بذریعہ وی پی بھیجدیں۔ مشکور ہوں گی۔ ترکیب استعمال بھی ساتھ ضرور روانہ فرمائیں۔ راقمہ زاہدہ خاتون بنت ایس ایم مجید الدین صاحب کورٹ انسپکٹر ڈاکخانہ سیوان ضلع بھاگلپور

کرمی معظمی منیجر صاحب قبلہ۔ آداب کے بعد عرض

ہے۔ ہماری بڑی اماں کہتی ہیں۔ کہ طوطا حلال ہے اور شرح وقایہ سے اس کی حلت کا حوالہ دیتی ہیں ہمارا اپنا خیال ہے۔ کہ چونکہ وہ جنگل سے کھاتا ہے۔ اس لئے عام قاعدہ کے موافق حرام ہے۔ اس لئے آن جناب سے استفسار ہے۔ کہ طوطا حلال ہے۔ یا حرام؟ آپ پوری تحقیقات کے ساتھ بذریعہ تہذیب مطلع فرمائیں۔ نہایت مشکور ہوں گی ۔ ناچیز جمیلہ خاتون

از آرہ

نیچر۔ جو جانور شکاری ہیں۔ یا صرف نجاست کھانے والے ان کا کھانا حرام ہے ۔ طوطا۔ مینا وغیرہ حلال ہیں۔ اس میں شک وشبہ کرنا فضول ہے ۔

جن بہن کو فخر عالم وبدر عالم کے جوڑ کے نام مطلوب ہیں۔ وہ اختر۔ اکبر۔ اصغر۔ اطہر۔ سرور۔ انور۔ قمر۔ صدر نذر۔ ظفر وغیرہ کے ساتھ عالم لگا کر بہتیرے نام بنا سکتی ہیں ۔ اشرف جہاں بیگم۔ از دہلی

تہذیبی بہنوں نے ہاتھ پاؤں پھٹنے کے تین علاج لکھ کر ہمارے پاس بھیجے ہیں ۔ اوّل پھٹی ہوئی جگہ پر ہر روز دو دفعہ ویسلین لگانا ۔ اس سے تین چار روز میں آرام ہو جاتا ہے ۔ دوم خالص گلیسرین یا اس میں ذرا سا پانی یا گلاب ملا کر دن میں دو دفعہ لگانا ۔ سوم تھوڑا سا مثلاً چھ ماشہ گھی لے کر اسے آگ پر گرم کرو۔ اور جب وہ گرم ہو جائے۔ تو اس میں تولہ بھر موم ملا لو ۔ جب یہ دونوں پگھل کر مل جائیں۔ تو ٹھنڈا کر لو۔ یہ گھی کی طرح جم جائے گا ۔ اسے موم روغن کہتے ہیں ۔ ہر روز حسب ضرورت دو دفعہ یا ایک دفعہ ہی رات کو سوتے وقت لگاؤ۔ انشاءاللہ جلد آرام ہوگا ۔ نیچر

تین مہینے کی بچی کو ایک مہینے سے کھانسی ہے کوئی مجرب دوا مطلوب ہے۔ جو کڑوی کسیلی نہ ہو ۔

ضرورت مند

نیچر۔ وائنم اپیکاک ایک قطرہ۔ سرپ ٹولو دس قطرے ۔ اس حساب سے دونوں دوائیں ملا کر رکھ لو۔ اس میں سے دن میں چار دفعہ پانچ پانچ بوند لے کر ماں کے دودھ میں ملا کر دو ۔

تہذیب ۶ نومبر۔ دانت پیسنے کی نہایت مجرب یہ ہے :-

سونف ۶ ماشہ۔ زیرہ سفید ۳ ماشہ۔ شکر ۳ ماشہ نمک ایک ماشہ۔ سب کو باریک پیس کر اور کوٹ چھان کر رات کو سوتے وقت ٹھنڈے پانی کے ساتھ کھلا دینا چاہئے ۔ ایم الیف نا نذیر

بہن زاہدہ سلطانہ ہمشیرہ عبدالعزیز خاں صاحب ٹریفک نیچر ریلوے میسور اپنے پتے سے مطلع کریں ۔ خاکسار مسز سید محمد عالم سعید بی اے

نہٹور

خبریں اور نوٹ

ڈیلی ٹیلی گراف لکھتا ہے۔ کہ جرنیل قرہ بکر پاشا فاتح آرمینیا و قفقاز ترکی قومی مجلس کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ آپ پر سازش سمرنا کے سلسلے میں مقدمہ چلایا گیا تھا۔ لیکن عدالت کو ان کے خلاف ثبوت بہم نہ پہنچ سکا تھا۔ اور آپ بری ہو گئے تھے۔

حکومت انگورا نے سلطان وحید الدین سابق سلطان ترکی کی تین بیویوں کو قسطنطنیہ واپس آنے کی اجازت دیدی ہے۔ بعض لوگوں نے ان سے نکاح ثانی کی درخواست کی ہے۔ ان درخواست کنندوں میں ترکوں کے علاوہ ایک امریکن کروڑ پتی بھی ہے۔ جو ایک بیگم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ابھی تک یہ تینوں بیگمات گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ اور انہوں نے شادی کی تمام درخواستیں مسترد کر دی ہیں۔

۶ دسمبر کو لیگ اقوام کی کونسل کا جلسہ ہوا جس میں جرمنی کا نمائندہ کونسل کا نائب سکرٹری مقرر کیا گیا۔ اس موقع سر آسٹن چیمبرلین نے تجویز پیش کی۔ کہ لیگ اقوام کی مجلس میں کوئی عورت شامل نہیں۔ اس لئے ایک عورت کا تقرر ہونا چاہیے۔

یورپ کے مشہور ڈاکٹر اسپالنگر نے تپ دق کے مرض کے لئے ٹیکا ایجاد کیا ہے۔ جو بہت قدر و وقعت کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کا تجربہ گایوں اور بچھڑوں پر کیا۔ اور بہت کامیاب ثابت ہوا۔ انگلستان کی پارلیمنٹ کے کئی ممبر جنیوا میں ڈاکٹر صاحب سے ملے۔ اور ان کے تجربے دیکھ کر بہت تعریف کی۔ اب حکومت جنیوا کے صدر موسیو بروِن نے مشتہر کیا ہے۔ کہ ڈاکٹر اسپالنگر کے تجربات میں اس قدر کامیابی ہوئی۔ جس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔

یہ بات مان لی گئی ہے۔ کہ تپ دق کے جراثیم گایوں میں زیادہ ہوتے ہیں۔ اور وہ دودھ کے ذریعے انسان کے جسم میں پہنچ کر مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر اسپالنگر ایک عرصے سے اس کوشش میں تھے۔ کہ چیچک کے ٹیکے کی طرح تپ دق کا ٹیکا بھی ایجاد کیا جائے۔ جو گایوں کو اس مرض سے محفوظ کر سکے۔ اب کے ایسا ٹیکا ایجاد ہو گیا ہے۔ امید ہے۔ بیمار گایوں کی تعداد میں کمی ہو جائے گی۔ اور رفتہ رفتہ انسانوں میں تپ دق کا مرض دور ہوتا جائے گا۔ اس کے علاوہ اسی ٹیکے کے اصول پر انسانوں کے بھی تپ دق کا ٹیکا لگایا جا سکے گا۔

انگلستان کے مزدوروں کے لیڈر مسٹر کک ماسکو (روس) گئے ہیں۔ انہوں نے ایک موقع پر کہا۔ کہ برطانیہ کے انقلاب پسندوں کو نہ صرف مالی مدد کی۔ بلکہ روسی رہنماؤں کی بھی ضرورت ہے۔ اگر برطانیہ کے مزدوروں کی رہنمائی صحیح

طور پر کی جائے۔ تو وہ نہ صرف برطانی آئین کو تباہ کردیں۔ بلکہ تمام براعظم میں انقلاب پیدا کردیں گے۔

ایک دوسرے موقع پر مسٹر کک نے ایک روسی سرکاری افسر سے کہا۔ کہ برطانی کان کنوں کو شکست نہیں ہوئی۔ وہ پسپا ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے آنے والی جنگ کے لئے انتظام شروع کردیا ہے۔ یہ جنگ تنخواہوں کے لئے نہیں۔ انقلاب کے لئے ہوگی۔

۷ دسمبر کو ایوان عام میں ہندوستان اور نوآبادیات کے متعلق قانون طلاق تیسری بار پڑھے جانے کے بعد بغیر کسی بحث مباحثے کے منظور کردیا گیا۔ کئی ترمیمیں پیش ہوئیں۔ جس میں کہا گیا۔ کہ لوگوں کی مالی اور دیسی حیثیت دیکھی جائے۔ مگر وہ سب کی سب مسترد ہوگئیں۔

ایوان عام میں مسٹر ہوکنسن اٹارنی جنرل نے کہا۔ کہ گزشتہ چھ مہینے کے اندر پریوی کونسل میں ۴۸ ہندوستانی اپیلوں کی سماعت ہوئی اور ۱۳۰ اپیلیں فیصلہ طلب ہیں۔

ایک انگریز خاتون جو کرنل کرسٹی کی بیوی اور بہت اچھی ناول نویس ہیں۔ یکایک گم ہوگئی ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال تھا۔ کہ میاں بیوی میں کسی قسم کی ناچاقی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ لیکن کرنل کرسٹی کہتے ہیں۔ کہ ناچاقی کی کوئی وجہ نہیں۔ بلکہ میری رضامندی سے گم ہوجانے کے متعلق اکثر گفتگو کیا کرتی تھیں۔ انہوں نے اس بارے میں کئی دفعہ اپنی بہن سے بھی ذکر کیا تھا۔ شاید وہ کسی ناول کی تصنیف کے لئے گم ہوگئی ہیں۔

بعد کا تار ہے۔ کہ ان کو جنگل میں پولیس کے چھ سو آدمیوں نے تلاش کیا۔ اور ہوائی جہازوں کے ذریعے چند مربع زمین کی دیکھ بھال کی گئی۔ مگر ان کی خالی گاڑی کے سوا کچھ پتہ نہ چلا۔ ان کا کتا بھی لایا گیا۔ مگر وہ بھی سراغ نہ لگا سکا۔

نوبل کا پیس پرائز (انعام امن) ۱۹۲۵ء کے لئے سر آسٹن چیمبرلین اور جنرل چارلس ڈاز کو دیا گیا۔ ۱۹۲۶ء کا انعام امن موسیو بریاں اور ڈاکٹر سٹریسمین (جرمنی) کو عطا ہوا۔

ایک عظیم الشان جلسے میں جہاں ملک معظم اور شہزادہ ولیعہد بھی تھے۔ اس انعام کا اعلان کیا گیا۔ اور بتایا گیا۔ کہ یہ ڈاز کی تجاویز ہی تھیں۔ جو جنگ عظیم کے بعد یورپ کی تاریکی میں روشنی لائیں۔ اور پھر ان لوگوں کی کوشش سے لوکارنو میں معاہدہ امن طے کیا گیا۔ جس سے مخالفین میں از سر نو تعلقات پیدا ہوگئے۔

رومانیا کے شاہی محل میں آگ لگ گئی۔ اور درمیانی حصہ جہاں شاہی تخت بچھا ہوا تھا۔ جل کر خاک سیاہ ہوگیا۔ بہت سامان بچا لیا گیا۔ وزرا نے آگ بجھانے والوں کا ہاتھ بٹایا۔

قاہرہ اور ہندوستان کے درمیان ہوائی جہازوں کی آمدورفت کے سلسلے میں پہلا جہاز ۱۸ دسمبر کو چلے گا۔ اس کے بعد ۲۷ دسمبر کو لندن سے ایک جہاز روانہ ہوگا۔ جس پر سر سیموئل ہور وزیر ہوائی اور ان کی

بیوی سوار ہوں گی۔ سر سموئیل اس ہوائی راستے کا افتتاح کریں گے۔

لارڈ ونٹرٹن نائب وزیر ہند اپنی بیوی سمیت روانہ ہو گئے ہیں۔ اور بڑے دن کی شام کو بمبئی پہنچ جائینگے

جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن کا جلسہ تقسیم اسناد زیر صدارت مولوی حبیب الرحمن خاں شروانی صدر الصدور امور مذہبی حیدر آباد منعقد ہوا۔ چار طلباء کو ایم اے۔ بہتر طلباء کو بی اے۔ اور سترہ طلباء کو ایل ایل بی کی ڈگریاں دی گئیں۔ نواب سر امین جنگ بہادر کے سی آئی ای۔ ایم اے۔ بی ایل کو ڈاکٹر آف لاء کی ڈگری اعزازی دی گئی۔

مولوی حبیب الرحمن خاں شیروانی کا فاضلانہ خطبۂ صدارت قابل قدر خیالات اور اعلیٰ نصائح کا مجموعہ ہے۔ آپ نے سب سے پہلے عثمانیہ یونیورسٹی کی خصوصیات بیان فرمائیں۔ اور بتایا۔ کہ ہندوستانی یونیورسٹیوں کے علاوہ آکسفورڈ۔ کیمبرج اور لندن کی یونیورسٹیاں عثمانیہ یونیورسٹی کے طلباء کو داخل کرتی ہیں۔ نیز حکومت ہند نے اس یونیورسٹی کے طلباء کو انڈین سول سروس میں لینا منظور کر لیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فلسفۂ تعلیم پر مفید خیالات ظاہر کر کے اعلیٰ تعلیم کے ساتھ کسب معاش کی تعلیم پر زور دیا۔ اور یونیورسٹی مذکور کو ان وسائل اسباب کی طرف توجہ دلائی۔ جو ملک میں پیداوار کی ترقی اور آمدنی کی بیشی کا باعث ہوں۔ اور جن سے بڑھتے ہوئے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے کے لئے کام مہیا ہو سکے۔ آخر میں آپ نے طلباء یونیورسٹی کو نصیحت فرمائی۔ کہ کامیابی کے دو طریقے تمہارے سامنے ہیں۔ پہلا طریقہ مردانہ و فاتحانہ ہے جس کے اختیار کر لینے سے تم ایک روحانی مسرت محسوس کرو گے۔ اور تمہارا دل شریفانہ جذبات سے معمور رہے گا۔ دوسرا طریقہ بزدلانہ اور غلامانہ ہے۔ جس کے گندے عناصر خوشامد۔ دھوکہ اور پست ہمتی ہیں۔ اس سے مقصد اعلیٰ کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ البتہ ادنیٰ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ جن سے تمہارا ضمیر نادم ہوگا۔ جیسے ایک چور کو چوری کے بعد ندامت ہوا کرتی ہے۔

راجہ صاحب محمود آباد نے حجاز میں نجدیوں کے مظالم کے متعلق شاہ برطانیہ کو ایک کھری تار روانہ کیا ہے جس کا مضمون یہ ہے:۔

"روضۂ رسول اللہ کے انہدام کے خطرے سے حضور ملک معظم کی تمام مسلم رعایا کو صدمہ پہنچ رہا ہے اور وہ حضور سے ملتمس ہیں۔ کہ حضور مسلمانان ہند کے شہنشاہ ہونے کی حیثیت سے اپنی حکومت کو ہدایت کریں۔ کہ وہ اس ظلم کے خطرے کا سدباب کرنے کی تدابیر اختیار کرے۔ تاکہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کا اضطراب رفع ہو۔"

اس تار کی مخالفت میں ۵ دسمبر کو دہلی میں ایک جلسہ ہوا۔ جس میں باتفاق رائے یہ قرارداد منظور ہوئی۔ کہ جلسہ مذکور مہاراجہ محمود آباد کی اس حرکت پر اظہار نفرت کرتا ہے۔ کہ انہوں نے محض

اس موہوم خطرے کی بنا پر۔ کہ ابن سعود کی فوج رسول اللہؐ کے قبہ خضرا کو گرا دینا چاہتی ہے۔ شاہ برطانیہ کو مداخلت کرنے کی دعوت دی۔ اور اعلان کرتا ہے۔ کہ مسلمان کسی حالت میں سرزمین حجاز میں غیر مسلم طاقت کی مداخلت برداشت نہیں کر سکتے۔ اس قرارداد کی نقلیں مناسب الفاظ کے اضافے سے شاہ برطانیہ۔ ترکی۔ افغانستان۔ ایران اور سلطان ابن سعود کو بھیجی گئیں ؏

بمبئی ۱۲ دسمبر۔ رسول صلعم کے روضۂ مطہرہ کے متعلق راجہ صاحب محمود کے تار میں جن خطرات کا ذکر ہے۔ اس کی تردید میں سلطان ابن سعود نے سرکاری طور پر ذیل کا تار بھیجا ہے ؏

" حرم نبوی اور روضہ و قبہ کے متعلق بدنیت لوگوں کی طرف سے جن جھوٹی افواہوں کی اشاعت ہوئی ہے۔ ان سب کی میں سرکاری طور پر تردید کرتا ہوں۔ حرم نبوی اور روضہ و قبہ میں جن کے لئے ہماری جانیں۔ مال۔ اور بچے قربان ہونے کے لئے وقف ہیں۔ کسی طرح کا قابل ذکر تغیر واقع نہیں ہوا۔ اور کوئی شخص اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔ کہ ہم نقصان پہنچانے کے ارادہ سے حرم نبویؐ کے پاس بھی گئے ہیں"۔

حضور وائسرائے اور لیڈی اروِن کلکتہ پہنچے۔ آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ عورتوں۔ بچوں اور مردوں کا دورویہ ہجوم تھا۔ اور لوگوں کے ہاتھوں میں جھنڈیاں اور پھریرے لہرا رہے تھے۔ ایک نمایاں مقام پر مسٹر سوبھاس چندر بوس (سابق صدر میونسپلٹی کلکتہ) کی تصویر کے ساتھ چند اشتہار چسپاں تھے۔ جن میں لکھا تھا: " اس محب وطن کی یاد میں اہل بنگال کا دل خون ہوا جاتا ہے۔ جو اپنے ساتھیوں سمیت جیل کی چار دیواری میں بند ہے۔" " میونسپلٹی کلکتہ وائسرائے کے خیر مقدم سے برات کا اظہار کرتی ہے۔" " اہل بنگال ہمیشہ آزادی کے لئے جنگ کرتے ہیں۔ سیاسی نظربندوں کی رہائی کے لئے جنگ کرو"۔

گورنر مدراس نے مدراس کونسل کے لئے ۲۷ نمایندے مقرر کئے ہیں۔ جن میں ایک خاتون موتھو لکشمی بھی نامزد ہوئی ہیں۔ کل نشستیں ۳۰ ہیں۔ تین ارکان اَور مقرر کئے جائیں گے۔ ڈاکٹر موتھو لکشمی پہلی خاتون ہیں۔ جو مجلس وضع قوانین کے لئے نامزد کی گئیں۔ آپ عورتوں میں قومی خدمات میں بہت کچھ حصہ لے چکی ہیں ؏

گورنر بمبئی نے ۱۳ دسمبر کی شام کو سر نوروجی کے زچگی کے ہسپتال کا افتتاح کیا۔ جو خاص طور پر عورتوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس ہسپتال کی عمارت پر ۱۶ لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے۔ اور ایک سو بیس مریض عورتوں کے قیام کا انتظام ہے ؏

آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ۲۹-۳۰-۳۱ دسمبر کو دہلی میں منعقد ہوگا۔ خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب (لاہور) اس اجلاس کے صدر منتخب ہوئے ہیں ؏

زنانہ کتابیں

اختر النساء بیگم

ایک تعلیم یافتہ سگھڑ لڑکی کا قصہ جو اپنی سوتیلی ماں کی دشمنی اور اپنے باپ کی بے پروائی سے بُری جگہ بیاہی بیاہی گئی۔ اور سخت مصیبتیں جھیلیں۔ آخر اپنی روشن خیالی اور تعلیم کی مدد سے سب مشکلات پر فتح پائی۔ نہایت موثر اور دلچسپ قصہ ہے۔ شروع کر کے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ ضخامت ۲ سَو صفحے۔ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت ۸؍

آہ مظلوماں

اس کتاب میں دو نہایت دردانگیز اور عبرت خیز قصے ہیں۔ جو ساتھ چلتے ہیں۔ ایک قصے میں تو ایک نہایت دولت مند خاندان کے ڈپٹی صاحب کا حال درج ہے۔ جنہوں نے اپنی اعلیٰ خاندان بیوی کو چھوڑ کر ایک کم درجے کی عورت سے نکاح کر لیا تھا۔ اور دوسرے میں ایک غریب عورت کی سرگزشت ہے۔ دونوں قصے بے انتہا موثر ہیں۔ ناواجب کثرت ازدواج کے نتائج اور بعض بے تمیز و بیوقوف مردوں کے ظلم و ستم کا آئینہ ہے۔ قیمت ۱۲ ار

حرماں نصیب

یہ ایک ناکام محبت لڑکی کا افسانۂ غم ہے۔ جو بھائی کے غم میں دیوانی ہو گئی تھی۔ چونکہ نذر سجاد حیدر صاحبہ نے یہ ناول ان دنوں تصنیف کیا تھا۔ جب ان کا اپنا بھائی انہیں داغ مفارقت دے گیا تھا۔ اس لئے اس کا فقرہ فقرہ اور لفظ لفظ درد و اثر میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس تصنیف نے ان مصنفہ کی تحریریں پڑھنے والوں میں بڑی دلچسپی پیدا کر دی ہے قیمت ۱۲ ار

شہیدی

بے سوچے سمجھے شادی کرنے کی خرابیاں دلچسپ پیرائے میں لکھی گئی ہیں۔ ایک لڑکی کی ماں نے داماد سے بدگمان ہو کر زیور اپنے گھر رکھ لیا۔ شوہر نے زیور ساتھ نہ لانے کے جرم میں بیوی کو قتل کر دیا ایسا پردرد واقعہ ہے۔ کہ پڑھ کر آنسو نکل آتے ہیں۔ قیمت ۶؍

شریف بیوی

ایک شریف بیوی کی چھوٹی سی کہانی جس نے سلائی کی محنت سے اپنے گھر کو بنایا۔ اور رفتہ رفتہ اسے ڈپٹی کلکٹری تک پہنچا دیا۔ اور خود بھی سلائی اور تجارت سے ہزاروں روپے کی جائداد پیدا کر کے

مالی دار بن گئی۔ قیمت ۹ر

سگھڑ بیٹی

یہ کتاب لڑکیوں کی نوعمر بہنیلی ہے۔ جو ہنسی کھیل میں انہیں نصیحتیں سمجھاتی اور تمیز داری کی راہ بتاتی ہے۔ خدا کی عبادت۔ ماں باپ کی تابعداری۔ بہن بھائیوں کی محبت۔ یگانوں بیگانوں کے حقوق علم و ہنر کے فائدے۔ لکھنے پڑھنے۔ کھانے پکانے۔ سینے پرونے حفظ صحت وغیرہ جملہ امور خانہ داری سلیقہ سکھاتی۔ اور تمیز داری کی راہ بتاتی ہے۔ قیمت ۸ر

نعمت خانہ

تمام ہندوستانی کھانوں کی کتاب۔ اس میں جملہ ہندوستانی کھانوں اور بعض انگریزی کھانوں اور اچار چٹنیوں کی مفصل اور آزمودہ ترکیب لکھی گئی ہیں۔ باورچی خانے کے لوازم پر یہ ایک بہترین کتاب ہے۔ قیمت عہر

سنجوگ

معصور نعم مولانا راشد الخیری کی اس کتاب میں ایک ایسی مصیبت زدہ لڑکی کی داستان ہے جس کا نکاح والدین نے سوچ سمجھ کر نہ کیا۔ اور فریقین کی طبیعتوں کا اندازہ نہ لگایا۔ اور دولت پر اپنی بیٹی قربان کر دی۔ اس کتاب کا فقرہ فقرہ تیر اور سطر سطر نشتر ہے۔ قیمت ۱۰ر

سوکن کا جلایا

مولانا راشد الخیری کی تمام کتابوں میں بلحاظ درد و اثر کے ممتاز ہے۔ ایک لڑکی پر ساس نے سوکن لا بٹھائی۔ اور اس بے گناہ مصیبت زدہ لڑکی نے سخت مصیبتیں جھیلیں۔ جھوٹی تہمتیں اور بے بنیاد بدنامیاں اٹھائیں اور ماں باپ کی لاج رکھنے کے لئے سب اذیتیں صبر و شکر سے برداشت کیں۔ یہاں تک کہ ان غموں میں گھل گھل کے جان دیدی۔ قیمت ۶ر

بدمزاج دلھن

ایک بدمزاج دولت مند لڑکی کا قصہ جو اپنے حسن و صورت پر بہت مغرور تھی۔ آخر اس نے اپنے شوہر سے خلع کرالیا۔ اس زبان دراز لڑکی کا جو انجام ہوا۔ وہ بہت عبرت خیز ہے۔ قیمت ۳ر

پتہ:۔ **دفتر تہذیب نسواں** لاہور